No/196

۲۸۶
۹۲

نعرۂ تکبیر
اللہ اکبر جل جلالہ

نعرۂ رسالت
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی

(اور اے محبوب) بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

الحمد للہ تعالیٰ کہ رسالہ مبارکہ

تنویر الکلام باثبات اسلام آبائہ الکرام

علیہ الصلوٰۃ والسلام

جس میں بفضلہ تعالیٰ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کی طہارت و شرافت اور از (سیدنا) آدم (علیہ السلام) تا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضور کے آباؤ اجداد کا صاحب ایمان و اسلام ہونا بہترین دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے

از قلم

مناظر اہل سنت فاضل جلیل حضرت مولانا الحاج
محمد عنایت اللہ صاحب خطیب اعظم سانگلہ ہل

(محمد ذوالفقار علی رضوی پرنٹر پبلشر نے مقبول عام پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر رضویہ سانگلہ ہل سے شائع کیا)

نعت شریف



صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

اے گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص
کہیعص اُن کا ہے چہرہ نور کا

اے رضا یہ احمدِ نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا



یااللہ جل جلالہ — یاحبیب اللہ صلی اللہ علیک وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ حَبِیْبَهٗ مِنْ نُوْرِهِ الذَّاتِیْ هُوَ اِمَامُ الْخَیْرِ وَ اِمَامُ النَّاسِ وَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ وَ اِمَامُ النَّبِیِّیْنَ وَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَالْبَاسِطُ وَالْبُرْهَانُ وَالْبَصِیْرُ وَالْبَلِیْغُ وَالْجَبَّارُ وَالْجَامِعُ وَالْحَاشِرُ وَالْحَافِظُ وَالْحَاکِمُ وَالْحَامِلُ وَحَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ لِاُمَّتِهٖ وَالْحَفِیْظُ وَالْحَقُّ وَالْحَکِیْمُ وَالْحَلِیْمُ وَ حٰمٓعٓسٓقٓ وَالْحَمِیْدُ وَالْحَنِیْفُ وَالْخَبِیْرُ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَخَاتَمُ الْمُرْسَلِیْنَ وَالْخَازِنُ لِمَالِ اللّٰهِ وَالْخَاشِعُ وَالْخَاضِعُ وَالْخَالِصُ وَ خَطِیْبُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاُمَمِ وَخَطِیْبُ الْوَافِدِیْنَ عَلَی اللّٰهِ وَخَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ وَخَلِیْفَةُ اللّٰهِ الْاَکْبَرُ وَخَیْرُ الْاَنْبِیَاءِ وَخَیْرُ الْبَرِیَّةِ وَخَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ وَخَیْرُ الْعَالَمِیْنَ وَدَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ وَدَعْوَةُ النَّبِیِّیْنَ وَ دَلِیْلُ الْخَیْرَاتِ وَالذَّاکِرُ وَذِکْرُ اللّٰهِ وَ ذُوالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ وَ ذُوالْخُلُقِ الْعَظِیْمِ وَ ذُوالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ وَ ذُوالْقُوَّةِ وَ ذُوْمَکَانٍ وَذُوْفَضْلٍ وَ ذُوالْمُعْجِزَاتِ وَ ذُوالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَ ذُوالْوَسِیْلَةِ وَرَاکِبُ الْبُرَاقِ وَالرَّحْمَةُ وَرَحْمَةُ الْاُمَّتِهٖ وَرَسُوْلُ الرَّاحَةِ وَرَسُوْلُ الرَّحْمَةِ وَرُوْحُ الْحَقِّ وَرُوْحُ الْقُدُسِ وَالرَّءُوْفُ وَالرَّحِیْمُ وَزَعِیْمُ الْاَنْبِیَاءِ وَزَیْنُ الْعِبَادِ وَاَبْرُ مَنْ مَرْنِیِ الْقِیٰمَةِ

وَالسَّاجِدُ وَالسِّرَاجُ الْمُنِيْرُ وَالسَّمِيْعُ وَالسَّلَامُ
وَالسَّيِّدُ وَسَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَسَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَسَيِّدُ النَّاسِ
وَسَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَسَيِّدُ الثَّقَلَيْنِ سَيْفُ اللّٰهِ الْمَسْلُوْلُ وَسَيِّدُ
الْفَرِيْقَيْنِ وَالشَّارِعُ وَالشَّافِعُ وَالشَّفِيْعُ وَالشَّمْسُ وَالشَّهِيْدُ
وَصَاحِبُ الْآيَاتِ وَصَاحِبُ الْمُعْجِزَاتِ وَصَاحِبُ الْبُرْهَانِ
وَصَاحِبُ الْبَيَانِ وَصَاحِبُ التَّاجِ وَصَاحِبُ الْجِهَادِ وَ
صَاحِبُ الْجُنَّةِ وَصَاحِبُ الْحَطِيْمِ وَصَاحِبُ الْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ
وَصَاحِبُ الْخَاتَمِ وَصَاحِبُ الْخَيْرِ وَصَاحِبُ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ
وَصَاحِبُ الرِّدَاءِ وَصَاحِبُ الشَّرْعِ وَصَاحِبُ الشَّفَاعَةِ
الْكُبْرٰى وَصَاحِبُ الْعَطَايَا وَصَاحِبُ الْعَلَامَاتِ الْبَاهِرَاتِ
وَصَاحِبُ الْعُلُوْمِ وَالدَّرَجَاتِ وَصَاحِبُ الْفَضِيْلَةِ وَصَاحِبُ
الْفَرَجِ وَصَاحِبُ الْأَزْوَاجِ الطَّاهِرَاتِ وَصَاحِبُ السُّجُوْدِ
لِرَبِّ الْمَحْمُوْدِ وَصَاحِبُ الْبَرَايَا وَصَاحِبُ السُّلْطَانِ وَصَاحِبُ
السَّيْفِ وَصَاحِبُ النَّقِيْبِ وَصَاحِبُ الْقَضِيْبِ الْأَصْغَرِ وَ
صَاحِبُ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَصَاحِبُ الْقَدَمِ وَصَاحِبُ الْكَوْثَرِ
وَصَاحِبُ اللِّوَاءِ وَصَاحِبُ الْمَحْشَرِ وَصَاحِبُ الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ وَ
صَاحِبُ الْمَظْهَرِ الْمَشْهُوْرِ وَصَاحِبُ الْمِعْرَاجِ وَصَاحِبُ الْمَغْفِرِ
وَصَاحِبُ النَّعِيْمِ وَصَاحِبُ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَصَاحِبُ الْمِنْبَرِ وَ
صَاحِبُ الْمِحْرَابِ وَصَاحِبُ الثَّقَلَيْنِ وَصَاحِبُ الْهِرَاوَةِ وَصَاحِبُ

الوسيلة وصراط الله وصراط الذين انعمت عليهم والصراط المستقيم والضارب بالحسام المسلول والطاهر والطيب وطس وطسم وطٰه والعادل والعظيم والعافي والعاقب والعالم بالحق والعروة الوثقى والعزيز والعطوف والعفو والعلي والغالب والغفور والغني والغوث والغيث والغياث والفاتح وفضل الله والفاتح النور والقاسم والقاضي والقانت وقائد الغر المحجلين وقدم الصدق والقريشي والقريب وصلى الله تعالى على خير خلقه الذي اسمه عند اهل الجنة عبد الكريم وعند اهل النار عبد الجبار وعند اهل العرش عبد الحميد وعند الملئكة عبد المجيد وعند الانبياء عبد الوهاب وعند الشياطين عبد القهار وعند الجن عبد الرحيم وفي الجبال عبد الخالق وفي البر عبد القادر وفي البحر عبد المهيمن وعند الحيتان عبد القدوس وعند الهوام عبد الغياث وعند الوحوش عبد الرزاق وعند السباع عبد السلام وعند البهائم عبد المؤمن وعند الطيور عبد الغفار وفي التوراة موذ موذ وفي الانجيل طاب طاب وفي الصحف عاقب و في الزبور فاروق وعند الله طٰه و يٰس وعند المؤمنين محمد صلى الله عليه وسلم وعلى آله الطيبين الطاهرين واصحابه المكرمين المعظمين واتباعهم خصوصا على كعبة المجتهدين قبلة العارفين سراج الامة امام الائمة ابي حنيفة واحبابه واصحابه واحبائه الى يوم الدين اما بعد -

کہتا ہے بندۂ مسکین سگ بارگاہ عالیہ رضویہ حامدیہ قادریہ نوریہ برکاتیہ بریلویہ کہ فقیر حقیر عبد المصطفٰے محمد عنایت اللہ سے بعض احباب اہل سنت نے تقاضا کیا کہ مسئلہ اسلام میرے حضور نور پر نور شفیع یوم النشور علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا وضاحت کے ساتھ لکھا جائے جس میں تمام معترضین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے جائیں فقیر نے ان حضرات کے مجبور کرنے پر اس مسئلہ معرکتہ الآرا میں اپنے محبوب دانا غیوب منزہ عن کل العیوب علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے استغاثہ کرتے ہوئے شروع کر دیا وَبِاللّٰہِ تَعَالٰی وَبِرَسُوْلِہِ الْاَعْلٰی اَلتَّوْفِیْقُ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اب مسئلہ شروع ہوتا ہے غور سے سننا چاہیئے۔ علامہ حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شرح اشباہ میں تحت قول ماتن حَتّٰی مَاتَ عَلَی الْکُفْرِ اُبِیْحَ لَعْنُہٗ اِلَّا وَالِدَی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِثُبُوْتِ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَحْیَاھُمَا حَتّٰی اٰمَنَا بِہٖ کَذَا فِی مَنَاقِبِ الْکَرْدَرِیْ ترجمہ جو کفر پر مر جائے اس پر لعنت کرنا جائز ہے مگر میرے حضور نور پر نور علیہ افضل الصلاۃ والسلام کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باذن اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کو زندہ فرمایا یہاں تک کہ حضور محبوب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اس مسئلہ میں ائمہ دین رحمہم اللہ نے احادیث مبارکہ نقل فرمائی ہیں اور جن محدثین ان احادیث مبارکہ میں کلام فرمائی ہے انکی طرف التفات نہیں کیا گیا۔

ا۔ سوال کہ مرنے کے بعد کا ایمان مفید نہیں اسکا جواب

باقی رہا یہ سوال کہ موت کے بعد کا ایمان مفید نہیں ہوتا اور اس جگہ کیسے مفید ہوگیا اس کا جواب یہ ہے کہ ایمان کا نافع نہ ہونا موت کے بعد اس جگہ ہے جہاں خصوصیت نہ ہو اور اس مسئلہ میں میرے حضور نور پرنور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت مبارکہ کی وجہ سے ایمان بعد الموت بھی نافع ہو رہا ہے یہ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہے کسی اور کا معاملہ نہیں ہے یہاں شانِ محبوبی کا دکھلانا مقصود ہے اور مختارِ کل ہونے کی دلیل قائم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ حضرت علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی نماز کی ادائیگی کے لئے سورج واپس کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اعلیٰ علیہ افضل الصلاۃ ربہ الاعلیٰ کے والدین طیبین طاہرین کو بھی ایمان کی خاطر زندہ فرما سکتا ہے اس میں کیا استحالہ ہے اسی طرح فرمایا سیدی شیخ المشائخ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح قصیدہ ہمزیہ مبارکہ میں ان کی عبارت یہ ہے ان الاحادیث مصرحتہ بہ لفظاً فی اکثرہ ومعنیً فی کلمہ ان آباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر الانبیاء و امھاتہ الی آدم وحواء لیس فیھم کافر لان الکافر لایقال فی حقہ انہ مختار ولا کریم ولا طاھر بل نجس کما فی آیتہ انما المشرکون نجس یعنی احادیث مبارکہ اکثر آباء کرام رضی اللہ عنھم میں لفظاً تصریح کر رہی ہیں اسلام کی اور کل میں معنیً تصریح فرما رہی

ہیں اسلام کی سوا انبیاء کرام علیہم السلام کے جیسے سیدی ابراہیم علیہ السلام اور سیدی اسماعیل علیہ السلام کی طرح کیونکہ جو اباء اجداد نبی علیہ السلام ہوئے ہیں ان میں کلام نہیں کلام ان میں ہے جو نبی نہیں تھے جو اباء کرام رضی اللہ عنہم نبی نہیں تھے ان کا اسلام سیدی آدم علیہ السلام اور سیدنا حوا رضی اللہ عنہما تک ثابت ہے ان میں کوئی کافر نہیں ہوا ورنہ صاحب قصیدہ ہمزہ مبارکہ والے ان کے حق مختارہ طاہر وغیرہ الفاظ مبارکہ کو استعمال نہ فرماتے کیونکہ کافر نجس ہے طاہر نہیں جیسے آیت شریفہ سے ثابت ہے اور سیدی شیخ المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسی شرح شریف میں فرمایا ہے وایضاً قَالَ تَعَالٰی وَتَقَلُّبَكَ فِی السَّاجِدِیْنَ عَلٰی اَحَدِ التَّفَاسِیْرِ فِیْهِ اَنَّ الْمُرَادَ تَنَقُّلُ نُوْرِهٖ الشَّرِیْفِ مِنْ سَاجِدٍ اِلٰی سَاجِدٍ الخ یہ آیت شریفہ بھی نص قطعی ہے اسلام کے بارے میں کیونکہ میرے حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین اقرب المختارین ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ان حضرات کریمہ کو بطریق اولیٰ ساجد ہونا چاہیئے لہذا ہو الحق بل فی حدیث صحیح غیر واحد من الحفاظ ولم یلتفتوا لمن طعن فیہ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَحْیَاهُمَا لَهٗ فَاٰمَنَا بِهٖ خُصُوْصِیَّةً لَهُمَا وَكَرَامَةً لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَحَّ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُدَّتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ بَعْدَ مَغِیْبِهَا اِلٰی عَوْدِ الْوَقْتِ حَتّٰی صَلّٰی عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ الْعَصْرَ اَدَاءً كَرَامَةً لَهٗ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَذٰی هٰهُنَا الخ ثابت ہوگیا ائمہ دین کی عبارت مبارکہ سے اسلام مبارک

جاننا چاہیئے کہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اختلاف کیا ہے۔

آئمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف

والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے بارے میں آیا کفر پر دنیا عالم سے پردہ فرمایا یا نہ۔ اول شق کی طرف بھی ایک گروہ گیا ہے انہی میں سے صاحب تیسیر اور شانی اور ملا علی قاری ہیں اور ایک گروہ اسلام کی طرف گیا ہے تمسک کرتے ہوئے ان احادیث مبارکہ سے جو دلالت کرتی ہیں میرے حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف کی طہارت پر اور منزہ ہونے پہ ونس سے شرک سے تثنین سے کفر سے لیکن پہلے گروہ میں سے پھر بعضے حضرات ایسے ہیں جو قائل ہیں نجات کے آتش دوزخ سے۔ اور دوسرے گروہ میں سے سیدی علامہ قرطبی سیدی امام اجل جلال الدین السیوطی سیدی شیخ المحدثین عمدۃ المحققین سیدی شیخ عبدالحق محقق دہلوی اور سندی اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد ماۃ حاضرہ سیدی سندی مرشدی امام اجل حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب علیہ رحمتہ واسعتہ وغیرہم سیدی امام قرطبی علیہ الرحمتہ واسعتہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نور پُر نور صاحب لولاک علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے زندہ فرمایا اور وہ حضرات ایمان مبارک سے مشرف ہوئے۔

سوال احیاء شریف کی احادیث کو بعض نے موضوع کہا ہے اور اسکا جواب

باقی رہا یہ سوال کہ جو احادیث مبارکہ احیاء کے بارے میں آئی ہیں بعض نے ان کو موضوع بتایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قول بعض کا ہے نہ کل کا اور حق یہ ہے کہ احادیث مبارکہ ضعیف ہیں نہ موضوع جیساکہ اس جواب کی طرف اشارہ فرمایا ہے سیدی حافظ ناصر الدین دمشقی رحمتہ اللہ تعالی نے اپنے اشعار مبارکہ میں شعر

حَبَا اللّٰہُ النَّبِیَّ مَزِیْدَ فَضْلٍ عَلٰی فَضْلٍ وَکَانَ بِہٖ رَؤُفًا
فَاَحْیَا اُمَّہٗ وَکَذَا اَبَاہُ لِاِیْمَانٍ بِہٖ فَضْلًا لَطِیْفًا
فَسَلِّمْ فَالْقَدِیْمُ بِہٖ قَدِیْرٌ وَاِنْ کَانَ الْحَدِیْثُ بِہٖ ضَعِیْفًا

حدیث مبارک کے ضعیف ہونے پر نص فرمائی ہے نہ موضوع ہونے پر اور سیدی حافظ سید ابن سید الناس رحمتہ اللہ نے اپنی سیرت میں نقل فرمایا ہے کہ روایت کی گئی ہے کہ سیدی عبد اللہ ابن عبد المطلب و آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے زندہ فرمایا اور وہ حضرات کریمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان مبارک لاکر مشرف ہوئے ہیں اور پھر سیدی حافظ ابن سید الناس رحمتہ اللہ نے ایک روایت فرمائی

جس سے ثابت فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو بھی اسلام
کے لئے زندہ فرمایا گیا اس کے بعد فرمایا کہ یہ روایات مخالف ہیں اس
روائیت کی جو ابی زرین العقیلی سے منقول ہے کہ میں نے بارگاہ عالیہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ یارسول اللہ میری والدہ کہاں ہے اس
پر ارشاد عالی ہوا کہ تیری والدہ دوزخ میں ہے میں نے عرض کی کہ یارسول
اللہ جو آپ کی اہل مبارک سے گذر گئے ہیں وہ کہاں ہیں اس پر ارشاد
عالی ہوا کہ آیا تو راضی نہیں ہے کہ تیری والدہ میری والدہ کے ساتھ ہے
اس روائیت سے ثابت ہوا کہ معاذ اللہ سیدنا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا
دوزخ میں ہیں اور دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے استغفار کے لئے اذن
طلب کیا تو اذن نہ دیا گیا یہ حدیث شریف احیاء کے معارض ہے یہ
حدیث وہابی کے بچے بچے کی زبان پر چڑھی ہوئی ہے تو ان روایات کی
تطبیق یوں ہے کہ میرے حضور نور پُر نور صاحب لولاک علیہ افضل
الصلوٰۃ والسلام اذن طلب فرمانا قبل زندہ فرمانے کے تھا اور
اس پہلی روائیت میں فرمانا کہ تیری والدہ محترمہ کے ساتھ ہے یہ
بھی قبل زندہ فرمانے کے ہے لہٰذا التعارض ہوئی نہ رہا یا دوسرا جواب
یہ ہے کہ اذن مبارک کا طلب کرنا اور اذن کا نہ ملنا یہ مصلحت
کے ماتحت تھا جو مقتضی تھا تاخیر استغفار کو اس وقت سے لہٰذا
اذن مبارک نہ دیا گیا اسی جواب کی طرف اشارہ فرمایا ہے شیخ المشایخ

سیدی ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ شرح ہمزیہ میں شرح شریف کی عبارت یہ
ہے وَخَبَرُ اَنَّہٗ تَعَالٰی لَمْ یَاذِنْ لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْاِسْتِغْفَارِ
لِاُمِّہٖ اَمَّا کَانَ قَبْلَ اَحْیَاءِ یِہِمَا لَہٗ وَاِیْمَانِہِمَا بِہٖ اَوْ اَنَّ الْمَصْلَحَتَہ
اِقْتَضَتْ تَاخَّرَ الْاِسْتِغْفَارِ لَہَا عَنْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ فَلَمْ یُؤْذَنْ لَہٗ
فِیْہِ حِیْنَئِذٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ سیدی قاضی ابوبکر ابن العربی رضی اللہ عنہ
سے سوال کیا گیا جو ائمہ مالکیہ میں سے ہیں اُس آدمی کے متعلق جو زبان
سے کہتا ہے کہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین
کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما دوزخ میں ہیں تو سیدی قاضی امام
الائمہ رضی اللہ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ ایسا شخص ملعون ہے۔ کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ الآیۃ جو مجھے اور میرے
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ایذا دیتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا و
آخرت میں اور فرمایا اس سے بڑھ کر حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کے حق مبارک میں کیا ایذا ہو سکتی ہے کہ کہا جائے کہ حضور کے
والدین کریمین رضی اللہ عنہما دوزخ میں ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے
کہ جب اُمت مرحومہ کے لئے حکم محکم ہے کہ جب حضور نور پُر نور
صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ستاروں اصحابہ کرام رضی اللہ
عنہم کو ذکر فرمایا جائے تو زبان کو روک رکھو کما قال اذا ذکر اصحابی
فامسکوا جب اُمت مرحومہ کو اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے
میں چہ میگوئی کرنے کا حکم نہیں تو والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ

عنہما کے بارے میں بطریق اولیٰ زبان کو بند رکھنا پڑے گا لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ زبان کو روک رکھے خصوصاً عوام الناس کہ کچھ کا کچھ کہتے ہیں علاوہ اس کے یہ مسئلہ مبارکہ جملہ اعتقادیات میں سے نہیں ہے لہذا اس میں کوئی مسلمان چہ میگوئی کر کے اپنی زبان کو گندہ کرے اور عذاب الٰہی کا مستحق ہو اس سے بچنا چاہیئے لہذا خلاصتہ ما فی ھذا المقام من الکلام واللہ ولی الفضل والانعام اور شیخ ملا علی قاری ہروی مکی رحمتہ اللہ نے شرح فقہ اکبر تحت قول والدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتا علی الکفر فرمایا کہ یہ قول اس بنا پر ہے۔ کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کفر پر گذرے ہیں یا کہ ان حضرات کو زندہ کر کے ایمان سے مشرف فرمادیا گیا ہے اور فرمایا کہ میں نے اس مسئلہ کی تحقیق مستقل رسالہ میں کی ہے اور میں نے رد کیا ہے ان اقوال کو جن کو سیدی امام اجل السیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے تین رسالوں میں اس مسئلہ کی تقویت کے لئے تحریر فرمایا ہے بادلہ جامعہ کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے لہذا اس عبارت فقہ اکبر سید ملا علی قاری کی عبارت سے معلوم ہوا کہ معاذ اللہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا پردہ نورانی کفر پر ہوا ہے اور امام الائمہ سراج الامتہ کی تصریح بھی یہی ٹھہری حالانکہ یہ امام الائمہ سراج الامتہ رضی اللہ عنہ کے تقوے سے نہایت ہی بعید ہے کہ ایسا قول فرمائیں لہذا علماء ثقات رحمہم اللہ تعالیٰ نے فقہ اکبر کی عبارت

کے جواب پانچ وجوہ سے ذکر فرمائے ہیں۔

فقہ اکبر کی عبارت کا جواب وجوہ خمسہ سے

وجہ اوّل از وجوہ خمسہ یہ ہے جس کو سیدی علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ نے اپنے فتاوی میں نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قول امام الائمتہ سراج الامتہ رضی اللہ عنہ سے فقہ اکبر میں حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے وہ قول مردود ہے کیونکہ یہ قول فقہ اکبر جو تصنیف ہے حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس میں نہیں ہے بلکہ یہ قول فقہ اکبر جو تالیف ہے ابوحنیفہ محمد بن یوسف البخاری کی اس میں موجود ہے اور سیدی علامہ برزنجی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے بعد نقل کرنے اس عبارت کے کہا ہے کہ فرمایا سیدی شیخ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ یہ بات فی حد ذاتہ درجہ صحت کو پہنچی ہوئی ہے کہ یہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی تالیف نہیں ہے بلکہ اشتباہ واقع ہو گیا ہے اور اشتباہ کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کتابوں کا نام ایک ہے اور دونوں مصنفوں کی کنیت ایک ہے پس بعض آدمی خیال کرتے ہیں کہ یہ فقہ اکبر امام الائمہ ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ کی تصنیف ہے حالانکہ نفس الامر میں ایسا نہیں ہے اس اشتباہ کی دلیل یہ ہے کہ ہم تک نسخہ صحیحہ فقہ اکبر تصنیف امام الہمام رضی اللہ عنہ کا پہنچا ہے

بروائیت ابو مطیع بلخی کہ جو امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے صاحب ہیں اور جس پر علماء حفاظ رہے ہیں اور لکھا میں نے اس کو اور رکھا میں نے اس کو اپنے پاس اور اس کی سند مجھ سے لیکر کے تا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ تک متصل ہے اس نسخہ میں یہ عبارت موجود نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ جو نسخہ میان مردم شہرت پا چکا ہوا ہے کہ اس نسخہ کا غیر ہے پس صحیح ہو گیا سیدی ابن حجر مکی رحمتہ اللہ تعالی کا قول شریف انتہی وجہ دوم وجوہ خمسہ میں سے یہ ہے فرمایا ائمہ دین رحمتہ اللہ تعالی نے اوپر تقدیر تسلیم کرنے اس بات کے کہ یہ فقہ اکبر سیدی کعبتہ المجتہدین امام الائمہ سیدی ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے تو یہ لفظ ماتا علی الکفر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا مقولہ نہیں ہے بلکہ یہ ان لوگوں کی وضع ہے جو دشمن ہیں امام الہمام رضی اللہ عنہ کے جیسے وضع کیا ہے دشمنان سیدی امام غزالی رضی اللہ تعالی کی کتب مبارکہ جیسے درۃ الفاخرہ وغیرہا میں سیدی امام الائمہ رضی اللہ عنہ ایسے مقولے سے بالکل پاک و منزہ ہیں پاک ہونے کی دلیل تقوی ہے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ادب شریف اور یہ بات میرے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے شان مبارک سے کوسوں بعید ہے کہ حضور کتاب تصنیف فرمائیں اعتقادات حنفیہ میں اور اسی کتاب کو شریعت کی اساس بتائیں اور اس کے پڑھنے کی ترغیب دیں مخلوق الہی کو حالانکہ وہ کتاب مشتمل ہو اوپر ذکر کفر والدین کریمین طیبین طاہرین

رضی اللہ عنہما کے جو کہ سبب ہے سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا ایسا کرنا سیدی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے شان شریف سے بعید ہے اور نیز ڈال اوپر وضع کرنے دشمنوں کے اس قول کو کہ سیدی علامہ حافظ الدین شارح مناقب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما جو کہ کبار حنیفہ کرام میں سے ہیں۔ انہوں نے تصریح فرمائی ہے میرے حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کی نجات کی اور روایت کیا ہے اس حدیث منور کو جو احیار شریف کے متعلق وارد ہوئی ہے۔ اگر یہ قول ماتا علی الکفر والا امام الہمام رضی اللہ عنہ کی کتاب میں موجود ہوتا تو سیدی علامہ حافظ الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ اپنے امام کے قول کی مخالفت نہ کرتے اور اسی طرح سیدی علامہ شمنی رحمتہ اللہ تعالیٰ جو کہ محققین حنفیہ کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ میں سے ہیں تقریر کی ہے سیدی علامہ ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے قول کی کہ نسبت کرنا کہ حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما دوزخی ہیں معاذ اللہ یہ نسبت سبب ہے حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا پس ثابت ہو گیا کہ ماتا علی الکفر یہ اعدا ملعونہ کی وضع افترا میں سے ہے نہ امام الہمام رضی اللہ عنہ کا قول واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم بحقیقتہ الحال وجہ تیسری وجوہ خمسہ میں سے یہ ہے فرمایا محققین حنفیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اگر بالفرض اس

قول کا وقوع سیدی کعبۃ المجتہدین رضی اللہ عنہ سے بھی ہوا اسکی تاویل کرنا فرض ہوگی اور یوں کہا جائے گا کہ ماتا علی الکفر کا معنی ماتا علی زمن الکفر علی تقدیر حذف المضاف یعنی والدین کریمین رضی اللہ عنہما کا پردہ مبارکہ زمانے کفر میں ہے اور زمانے فترت پر زمانہ کفر کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس تاویل کا کرنا ضروری ہے اس لئے کہ ہمیں اپنے امام الائمہ سراج الامتہ رضی اللہ عنہ سے حسن ظن ہے کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ ایسا قول شنیع نہیں فرما سکتے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب وجہ چوتھی وجوہ خمسہ میں سے یہ ہے کہ اگر بالفرض اس قول کو ظاہر پر ہی محمول کیا جائے تو حدیث احیاء مبارک سے منافات نہیں ہے کیونکہ احیاء شریف اور ایمان کی دولت مبارکہ سے مشرف ہونا یہ دُنیا سے پردے کرنے کے بعد ہے لہٰذا ماتا علی الکفر عنہما بایں معنی ٹھیک ہوگیا کہ پردہ نورانی اسی حالت میں ہُوا بعد میں زندہ کروا کے ایمان کی دولت سے مشرف فرما دیا گیا ذکر کیا ہے ان وجوہ اربعہ کو سیدی محقق حنفیہ علامہ سید محمد برزنجی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ مبارکہ سداد الدین میں واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بحقیقۃ الحال وجہ پانچویں وجوہ خمسہ میں سے یہ ہے بعد تسلیم کرنے اس قول کے کہ یہ قول واقعی امام الہمام رضی اللہ عنہ سے صادر ہُوا ہے اور صادر ہونے کے بعد اس کا ظاہری معنی ہی مراد ہے تو اگر بعض رسائل فقیہہ میں درمیان سیدی امام الہمام رضی اللہ عنہ کے اور درمیان سائر علماء ثقہ کے

اختلاف واقع ہو جائے اور مصلحت دینی یا ضرورتی دینی قول امام الہمام رضی اللہ عنہ کے ترک کرنے پر ہو تو اس صورت میں دوسرے علماء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ کے قول پر عمل کرنا جائز ہے جیسے مسئلہ مزارعت وغیرہا ہیں اور کون سی مصلحت دینی بڑھ کر ہوگی حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے ادب شریف اور ترک تنقیص نسب شریف سے علاوہ اس کے یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے بھی نہیں ہے کذا امر اور مجتہد معذور ہے کیونکہ مجتہد پر واجب ہے اسی پر عمل کرنا جس کی طرف اس کا اجتہاد مؤدی ہو اور پھر مجتہد ماجور بھی ہے اگرچہ اس کا اجتہاد خطا کی طرف بھی چلا جائے اور حق دائر ہے تمام ائمہ دین میں مسائل اجتہادیہ میں لہٰذا سیدی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ پر کسی قسم کا اعتراض نہ رہا حضور ہر حال ماجور ہیں واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب اور علاوہ اس کے درجہ ثبوت کو والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا کفر پہ ہونا معاذ اللہ نہیں پہنچا ہے ان حضرات کے کفر پہ یا ان کے دوزخی ہونے پر معاذ اللہ کوئی دلیل قطعی نہ کتاب اللہ نہ سنت نہ اجماع نہ اتفاق مجتہدین کرام سے ہے پس ضروری ہوا ترک کرنا قول سیدی امام الہمام رضی اللہ عنہ کا از جہت رعایت ادب جانب سید المرسلین صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ بحقیقتہ الحال اور سیدی سید محمد برزنجی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ تعجب

ہے۔

فاضل ملا علی قاری علیہ رحمتہ الباری سے علماء احناف کا تعجب

ملا علی قاری سے جو متاخرین علماء حنفیہ رحمتہ اللہ میں سے ہیں۔ انھوں نے اسی فقہ اکبر کی شرح کی اسی گمان پر کہ یہ فقہ اکبر تصنیف ہے سیدی امام الہمام رضی اللہ عنہ کی اور ذکر کیا ملا علی قاری نے شرح میں جو کچھ ذکر کیا جو سبب تھا حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذارسانی کا پھر تعجب یہ کہ اسی اندازہ پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے کفر کو معاذ اللہ ثابت کیا لہذا ملا علی قاری کا رد کیا ہے ائمہ حنفیہ اور ائمہ شافعیہ نے بعض نے مستقل رد میں رسائل لکھے اور بعض نے اثنار کتب میں رد فرمایا جیسا کہ سیدی علامہ عبد القادر طبری امام مقام ابراہیمی مکی رحمتہ اللہ علیہ نے شافعیہ سے اور سیدی علامہ مصطفی بن فتح الحموی اور سیدی شیخ حسن بن علی عجمی علماء حنفیہ سے اور ان کے ماسوا نے اور سیدی شیخ عبد القادر رحمتہ اللہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں جب میں نے رسالہ ملا علی قاری رحمتہ اللہ کا پڑھا اور دیکھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور ملا علی قاری ایک بلند سطح پر جو کہ باب ابراہیمی کے قریب تھی

موجود ہیں تو میں نے اپنے ہاتھ سے ملا علی قاری کو گرا دیا تو وہ اس بلندی سے زمین پر گر گئے پس جب میں صبح خواب سے بیدار ہوا تو اسی وقت مجھے خبر پہنچی کہ ملا علی قاری سطح سے گرے ہیں اور ان کے اعضا کو سخت ضرر پہنچی ہے اور اس کے بعد نہ زندہ نہ رہے مگر تھوڑے دن تک انتہی اور سیدی علامہ حموی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے رسالہ مبارکہ مسمی بفوائد الرحلتہ میں بعض مصائب کا ذکر کیا ہے جو کہ ملا علی قاری کو آخری عمر میں پہنچے مثلاً فقر اور مسکنت یہاں تک کہ اکثر کتب دینی اپنی فقر میں بیچ ڈالیں وغیر ذالک ان مصائیب کا ستر بہتر ہے اظہار کرنے سے انتہی اور سیدی شیخ المشایخ عمدۃ المحققین سیدی سندی فخر یا لیوم وغدی سیدی شاہ عبد الحق محقق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ مشکوٰۃ کی شرح منور میں تحت حدیث شریف عن ابی ہریرۃ قال زار النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر امہ فبکی وبکی من حولہ فقال استاذنت ربی فی ان استغفر لہا فلم یؤذن لی واستاذنتہ فی ان ازور قبرہا فاذن لی فزوروا القبور فانہا تذکر الموت رواہ مسلم میرے حضور سیدی علیہ رحمتہ واسعتہ فرماتے ہیں گفتہ است کہ گفتہ اند دریں نازل شدہ است۔ ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی وقولہ لا تسئال عن اصحب الجحیم بنا بر قرأت معلوم و ایں بر طریقہ متقدمین است اما متاخرین رحمتہ اللہ تعالیٰ پس تحقیق اثبات کردہ اند اسلام والدین بلکہ تمام آباء و امہات آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم

آدم علیہ السلام و ایشان و اور اثبات آن سہ طریق است یا ایشان
بر دین ابراہیم علیہ السلام بودند یا آنکہ ایشان را دعوت نرسیدہ کہ در
زمان فترت بودند و مردند پیش از زمان نبوت یا آنکہ زندہ گردانید خدائے
تعالیٰ ایشان را بر دست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدعاوے پس
ایمان آوردند و حدیث احیائے والدین اگرچہ در حد ذات خود ضعیف
است لیکن تصحیح و تحسین کردہ اند آن را بتعدد طرق و این علم گویا
مستور بود از متقدمین پس کشف کرد آن را حق تعالیٰ بر متاخران واللہ
یختص برحمتہ من یشاء ایماشاء من فضلہ و شیخ جلال الدین سیوطی
رحمۃ اللہ تعالیٰ دریں باب رسائل تصنیف کردہ و آنرا بدلائل اثبات
نمودہ از شبہہ مخالفان جواب دادہ اگر آنرا نقل کنیم سخن گردد وہم در
آنجا باید نگریست انتہی۔ حضرت سیدی شیخ الاسلام خاتمۃ الحفاظ جلال
الدین سیوطی رحمۃ اللہ حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم
کے والدین طیبین کریمین طاہرین رضی اللہ عنہما کے اسلام اور نجات
شریفہ کے متعلق مستقل چار رسالے تصنیف فرمائے ہیں جن میں سے
ایک کا نام مسالک الحنفاء فی والدی را مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام
اور دوسرے کا نام الارجۃ المنیفہ فی الآباء الشریفہ اور تیسرے کا نام
الدار المکامنہ فی اسلام السیدۃ الآمنہ اور چوتھے کا نام اثبات الاسلام لوالدی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکھا اللہ تعالیٰ ان پر لاکھ لاکھ رحمتیں فرمائے اسی
ایک مسئلہ میں اتنے رسائل تصنیف فرمائے اور امت مرحومہ پر

احسان فرمایا جن کے احسان کا بدلہ قیامت تک امتہ مرحومہ ادا نہیں کر سکتی بلکہ ابد الآباد تک اور سیرت شامی محصل رسائل مذکورہ مع قدری زائد ذکر کردہ است وسیدی شیخ مشائخنا فی الحدیث علامہ ابن حجر شرح ہمزیہ مبارکہ میں اس مسئلہ کے متعلق کچھ مختصر تقریریں فرمائی ہیں اس رسالہ میں اگرچہ محصل جمیع کتب کا لایا جائے اور وہ بھی اختصاراً ذکر کیا جائے معاملہ طول پکڑ جائے گا لیکن قدر قلیل بلکہ اقل قلیل ان سے ذکر کیا جائے گا وباللہ تعالیٰ وبرسولہ الاعلیٰ التوفیق اقول جاننا چاہیئے۔

اس مسئلہ میں ائمہ کرام رحمتہ اللہ کے تین گروہ

کثیر علماء عظام وائمہ کرام واعلام رضی اللہ عنہم گئے ہیں اس بات کی طرف کہ میرے حضور پرنور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما دوزخ سے ناجی ہیں دوزخی نہیں ہیں اور تصریح کی ہے ان کی نجات مبارکہ کی عالم برزخ اور عالم آخرت میں اور دوسرا گروہ اس کے خلاف کا قایل ہے یعنی معاذ اللہ کفر کا اور تیسرا گروہ توقف کا قایل وہ نہ اسلام کے قایل ہیں نہ معاذ اللہ کفر کے لیکن بیان گروہ اول کا جو کہ قایل ہیں والدین کریمین طاہرین رضی اللہ عنہما کے اسلام شریف کے انہوں نے اسلام کے ثبوت کے لئے تین طریقے اختیار فرمائے ہیں اب ان طریقوں کا الگ الگ بیان ملاحظہ ہو۔

گروہ اول کے تین طریقے

طریقۂ اوّل - طریقۂ اول یہ ہے کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما قبل بعثت دنیا عالم سے پردہ فرما گئے نہ ان حضرات کریمین کو حضور نور پر نور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت مبارکہ پہنچی اور نہ ہی پہلے انبیائے کرام علیہم السلام سے کسی کی دعوت پہنچی لہذا جس شخص کو کسے باشد اُسے عذاب نہیں ہے جسے کسی نبی کی دعوت نہ پہنچے تو میرے حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو کیسے عذاب ہو سکتا ہے جب اوروں کو عذاب نہیں تو ان حضرات کو کیسے عذاب ہو سکتا ہے حالانکہ یہ سید الکائنات علیہ افضل الصلاۃ والسلام اقرب الاقربین میں سے ہیں لیکن ان حضرات کو کسی نبی کی دعوت کا نہ پہنچنا ظاہر ہے کیونکہ آخر الانبیاء علیہم السلام قبل بعثت مبارکہ اور سیدی عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور میرے حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم میں چھ سو سال کا فاصلہ ہے اور تھے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما زمانے جاہلیت میں کہ اس زمانہ میں جہالت نے تمام زمین کو گھیر رکھا تھا از شرق تا غرب اور نہیں تھا ان دنوں کوئی روئے زمین پر شرع شریف کا جاننے والا اور دعوت کا پہنچانے والا مگر چند احبار اہل کتاب کہ مستغرق ہو چکے ہوئے تھے زمین کے اطراف

ہیں اور معلوم نہیں ہو سکا کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ سے کہیں باہر کی طرف خروج فرمایا ہو تاکہ باہر تشریف لے جاتے اور راہب سے ملاقات فرماتے اور نہ ہی اُن کی عمر شریف نے اتنی مہلت دی کہ وہ کہیں احکام شرعیہ کی تفحص فرماتے اور سیدی علامہ حافظ صلاح الدین علائی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مسمی بدرۃ سینیہ فی مولد سید البریہ میں تصحیح فرمائی ہے کہ میرے حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد طیب طاہر رضی اللہ عنہ کی عمر شریف اٹھارہ سال کی ہوئی اور والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف بیس سال کی ہوئی ہے اتنی مقدار مبارک میں یہ حضرات ان امور شرعیہ کی کیسے تفحص فرما سکتے تھے پھر ایسے جہالت کے زمانے میں اور پھر والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا حالت مستورہ اور محتجبہ میں جب کہ کسی غیر مرد سے ملاقات تک نہ تھی اور اجتماع کی کوئی صورت نہ تھی ایسی باحیا اور باصفا ہو کر کیسے امور شرعیہ کو سیکھ سکتی تھیں دیکھتے نہیں ہو کہ ہمارے زمانے میں شرق تا غرب اسلام شریف کے ڈھنکے بج رہے ہیں پھر عورتیں کیسی احکام شرعیہ سے جاہل ہیں جس کی انتہا ہی کوئی نہیں عورتیں تو عورتیں رہی مردوں کو کتنے احکام شرعی آتے ہیں اور کتنے سیکھتے ہیں۔ جب ایسے زمانے میں یہ حالت ہے تو پھر اس زمانۂ جاہلیت کا کیا ٹھکانا جس میں ہزاروں مردوں میں کسی ایک کو بھی احکام شرعیہ سے واقفیت نہ تھی جب

مردوں کی یہ حالت تھی تو پھر عورتوں کی حالت کیا ہوگی یہاں تک کہ جب
سرالله الاعظم علیہ افضل الصلاۃ والسلام جلوہ افروز ہوئے تو کفار مکہ
نے کہا ماسمعنا بھذا فی آبائنا الاولین اگر وہ لوگ کچھ احکام شرعی
جانتے ہوتے تو ایسے کلمے کیوں کہتے تو ثابت ہو گیا کہ والدین کریمین
طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما اہل فترت ہیں اور ان حضرات کو دعوت
نہیں پہنچی اسی قول کو سیدی علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب
مرأۃ الزمان میں اس طرح پر نقل فرمایا اور یوں فرمایا جس کا محصل
یہ ہے کہ ایک قوم نے علمار کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جب
کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو جب دعوت ہی نہیں
پہنچی تو ان کا کیا گناہ ہے اسی طرف گئے ہیں سیدی امام اجل ابوعبداللہ
محمد بن خلف معروف بابی شرح مسلم شریف میں اور اسی طرح فرمایا ہے
امام اجل شیخ الاسلام شرف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہ والدین کریمین
طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا پردۂ نورانی زمانہ فطرت میں ہوا ہے
اور قبل بعثت عذاب نہیں ہے اور سیدی شیخ الاسلام علامہ عزیز الدین
رحمۃ اللہ علیہ نے امالی میں اس سے بھی زیادہ تصریح فرمائی ہے اور
فرماتا ہے جو شخص درمیان دو پیغمبروں کے ہو وہ اہل فطرت سے
ہے مگر ذریت پیغمبر سابق کی کہ وہ مخاطب ہے پیغمبر سابق کی شریعت
کے ساتھ مگر معدوم اور گم ہو جائے شریعت پیغمبر سابق کی پس اس
صورت میں سب کے سب اہل فطرت سے ہو جائیں گے انتہی کلامہ

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما
بلا شک اہل فطرت سے ہیں اور سیدی عیسٰی علیہ السلام کی نہ ذریت
ہیں اور نہ ہی اُن کی قوم سے ہیں اگرچہ یہ حضرات سیدی ابراہیم علیہ السلام
کی ذریت مبارکہ میں سے ہیں لیکن درمیان سیدی ابراہیم علیہ السلام
اور سید الرسل سر اللہ الاعظم علیہ افضل الصلاۃ و السلام کے
درمیان تین ہزار سال سے زائد کی مدت کے اندر ان کی شریعت مطہرہ
معدوم ہو چکی تھی اور باقی نہیں رہا تھا کوئی بھی جو اُن کی شریعت مطہرہ کو
ان حضرات تک پہنچائے بلکہ کوئی ایسا بھی نہیں تھا جو شریعت ابراہیمی
کو پڑھنے والا ہو چہ جائیکہ سکھلانے والا تو ثابت ہو گیا کہ یہ حضرات
اہل فطرت میں سے ہیں اور قبل بعثت عذاب نہیں ہے لہذا ان
حضرات پر بھی عذاب نہیں ہے بلکہ یہ حضرات ناجی ہیں اب اس
دعویٰ کی دلیل کہ قبل بعثت عذاب نہیں ملاحظہ ہو۔

قبل بعثت عذاب نہیں اس کے دلائل مبارکہ قرآن کریم سے

علمائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ثابت فرمایا ہے کہ قبل بعثت
عذاب نہیں ہوتا کتاب اور سُنت سے اور کتاب اللہ شریف
کی آٹھ آیات شریفہ سے دلیل قائم کی گئی ہے آیت اولی مولیٰ
تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولہ

اس آیت مبارکہ سے جمیع آئمہ اہل سنت رحمتہ اللہ تعالیٰ نے دلیل قائم کی
ہے کہ قبل بعثت عذاب نہیں ہے اور اسی سے رد کیا ہے معتزلہ
ضالہ کا جو قائل تحکیم عقل کے ہیں آیت ثانیہ ذلک ان لم یکن ربک
مھلک القریٰ بظلم و اھلھا غافلون آیت ثالثہ و لولا ان
تصیبھم مصیبۃ بما قدمت ایدیھم فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا
رسولا فنتبع آیاتک و نکون من المومنین اور تخریج کیا ہے ابن ابی
حاتم نے اپنی تفسیر میں نزدیک اسی آیت کریمہ کے سند حسن سے سیدی
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا ہے سر اللہ
الاعظم نائب اکبر خلیفہ مطلق صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مر گیا زمانے
فطرت میں وہ کہے گا روز قیامت میں اے اللہ تعالیٰ نہیں آیا میری
طرف کوئی رسول اور نہ کوئی میری طرف کوئی کتاب اور تلاوت فرمایا
حضور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ
کو آیت کریمہ رابعہ و لو انا اھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا
ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک من قبل ان نذل و نخزیٰ الایتہ
تخریج فرمایا سیدی علامہ ابن حاتم رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں نزدیک
اس آیت کریمہ کے عطیہ عوفی رحمتہ اللہ سے فرمایا انہوں نے کہیگا وہ
شخص جو مر گیا ایام فطرت میں اے اللہ تعالیٰ نہ میری طرف کوئی رسول
آیا اور نہ کوئی کتاب آئی اور پڑھا اسی آیت کریمہ کو آیت مبارکہ خامسہ
وما کان ربک مھلک القریٰ حتیٰ یبعث فی امھا رسولا یتلو

علیھم آیتنا وما کنا مھلکی القریٰ وا ھلھا غافلون سیدی علامہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تحت آیت کریمہ سید المفسرین سیدنا حضرت حبر الامتہ ابن عباس وقتادہ رضی اللہ عنہم سے نقل فرمایا ان ہر دو حضرات نے کہ اللہ تعالیٰ نے ہلاک نہ کیا اہل مکہ معظمہ کو جب تک نہیں جلوہ گر فرمایا تھا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پس جب اہل مکہ معظمہ نے معاذ اللہ تکذیب کی اور ظلم کیا تو اس کے سبب سے ہلاک ہوئے اور لفظ ظلم آیت مذکورہ میں مفسر ہے کفر سے پس نفی کرتی ہے۔ آیت مذکورہ کفر کی ان لوگوں سے جن کو کسی نبی کی دعوت نہیں پہنچی آیت کریمہ سادسہ وھذا کتاب انزلناہ مبارک فاتبعوہ واتقوا لعلکم ترحمون ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستھم لغافلین۔ آیت کریمہ سابعہ وما اھلکنا من قریۃ الا لھا منذرون ذکریٰ وما کنا ظلمین اور سیدی علامہ عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تحت آیت کریمہ نقل فرمایا ہے سیدی امام اجل قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ہرگز ہلاک نہیں کیا کسی بستی کو مگر بعد حجت بینّہ کے تا آخر حدیث۔ آیت مبارکہ ثامنہ وھم یصطرخون فیھا ربنا اخرجنا نعمل صالحًا غیر الذی کنا نعمل الآیۃ اما احادیث مبارکہ اس باب میں سات عدد تک سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ مبارکہ مسالک الحنفا میں نقل فرماتی ہیں

اور اس جگہ طلباً للاختصار ان کو ترک کیا جاتا ہے اور محض ان احادیث مبارکہ کے مخرجین کے اسمآء مبارکہ نقل کئے جاتے ہیں۔

قبل بعثت عذاب نہیں اس کے دلائل مبارکہ احادیث منورہ سے

حدیث اولی کی تخریج فرمائی ہے سیدی امام اجل احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی اپنی مسندوں میں اور سیدی علامہ بیہقی رحمتہ اللہ تعالی نے کتاب الاعتقاد میں اور تصحیح فرمائی اسود بن سریع سے حدیث ثانیہ کی تخریج فرمائی ہے سیدی امام اجل احمد اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی اپنی مسندوں میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث ثالثہ کی تخریج فرمائی ہے بزار نے اپنی مسند میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث رابعہ کی تخریج فرمائی ہے بزار اور ابویعلی ہر دونوں نے اپنی مسندوں میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے حدیث خامسہ کی تخریج فرمائی ہے سیدی عبدالرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سادسہ کی تخریج فرمائی بزار اور حاکم نے مستدرک میں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے۔ حدیث سابعہ کی تخریج فرمائی ہے طبرانی اور ابونعیم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور جاننا چاہیئے کہ اتفاق کیا ہے ائمہ شافعیہ از قضاۃ

اور ائمہ اشاعرہ نے از اہل علم کلام و اصول وفقہ اس بات پر جو مر گیا قبل بلوغ دعوت وہ ناجی ہے دوزخ سے اور داخل ہوگا جنت میں اور اسی قول کی تصریح کی ہے سیدی امام اجل شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبارکہ اُم میں اور مختصر میں اور اتباع کیا ہے سیدی امام اجل شافعی رحمتہ اللہ کا اُن کے سبھی اصحاب شافعیہ نے اور اسی طرح فرمایا ہے سیدی امام اجل فخر الدین رازی رحمتہ اللہ نے محصول میں اور اسی طرح تصریح کی ہے سیدی امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے تابعین نے مثل علامہ ابن حاجب کے تحصیل میں اور علامہ بیضاوی نے منہاج میں اور سیدی امام اجل سید العارفین تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے شرح ابن حاجب میں اور فرمایا ہے علامہ رافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے در شرح خود فرمایا ہے جس کو دعوت نہ پہنچے اس پر حجت تمام نہیں اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں لقولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا اور سیدی علامہ ابن رفعہ رحمتہ اللہ نے کفایہ میں خود یہی علت پیش فرمائی ہے فرمایا جو پیدا ہو زمانے فترت میں اور ظاہر نہ ہو اُس سے کوئی عناد اور نہ آیا ہو اس کی طرف کوئی رسول کہ جس کی تکذیب کی جائے الخ

سیدی کعبتہ المجتہدین امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ایک قول شریف کی وضاحت

اور یہ اعتراض نہ کیا جاوے کہ ہمارے آنکھوں کے تارے دل کی ٹھنڈک سیدی کعبتہ المجتہدین قبلتہ العارفین امام الائمہ سراج الامتہ سیدی امام اعظم ابوحنیفہ کوفی نفعنی اللہ تعالیٰ ببرکاتہ و لبفیوضنہ فی الدنیا و الآخرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کسی کو بھی عذر نہیں جہالت میں ساتھ اللہ تعالیٰ کے اسی وجہ سے حضور نے جنگ کے وقت ساتھ کفار کے دعوت کو شرط قرار نہیں دیا ہے حضور کے قول مبارک پر لازم آتا ہے مواخذہ قبل بلوغ دعوت حالانکہ تم نے ثابت کیا ہے کہ قبل بلوغ دعوت مواخذہ نہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے سیدی آقائی ذخری یوم دغدی امام الائمہ رضی اللہ عنہ کا وقت جنگ دعوت کو شرط قرار نہ دینا اس بنا پر ہے کہ ظہور دعوت مبارکہ سید الکائنات سید الکل فی الکل وکل تیئے ہو الکل صلی اللہ علیہ وسلم کا اور مشتہر ہونا دعوت مبارکہ کا مشرق اور مغرب میں یہ قائم مقام ہے تمامی مشرکین کی دعوت کے لئے حکماً پس لازم نہیں ان کفار کو وقت جنگ میں دوبارہ دعوت کرنا جیسا کہ اس جزئیہ کی تصریح محیط برہانی میں فرمائی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ دعوت کا حکماً ہونا متحقق نہیں ہوتا مگر بعد تحقق بعثت و رسالت

قبل بعثت عذاب نہیں اس پر اعتراض اور اسکا جواب

باقی رہا سیدی امام الائمہ سراج الامتہ رضی اللہ عنہ کا قول شریف کسی کو جہل باللہ میں عذر نہیں ہے اس سے مراد بھی بعد البعثت ہے نہ قبل بعثت لیکن اہل فترت کہ زمانۂ جاہلیت میں تھے اور بعثت بھی اس زمانے میں نہیں تھی ان کے حق میں سیدی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ بھی عدم تعذیب کے قائل ہیں اور عدم تعذیب خاص ہے ان لوگوں کے ساتھ جن کو کسی پیغمبر کی دعوت نہیں پہنچی نہ تمامی اہل جاہلیت بلکہ وہ لوگ جن کو کسی پیغمبر سابق کی دعوت پہنچی ہو اور ان لوگوں نے اس پیغمبر کی شریعت مطہرہ سے اعراض کیا ہو وہ لوگ معذب ہونگے اور حضرت والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو کسی پیغمبر کی دعوت نہیں پہنچی پیغمبران سابقان سے اور تعذیب بعض اہل فترت مثل صاحب محجن وغیرہ جو احادیث مبارکہ میں آئی ہے اس سے قاعدہ لاتعذیب قبل البعثۃ نہیں ٹوٹتا کیونکہ تعذیب بعض اہل فترت کی ثابت ہے اخبارہ احاد سے اور خبر واحد نص قطعی کی معارض نہیں ہوتی اور دوسرا جواب یہ ہے کہ تعذیب مخصوص ہے بعض اہل فترت کے ساتھ اس کا سبب میرا مولیٰ تعالیٰ اعلم اس کے محبوب اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں مثل غلام سیدی خضر علیہ السلام کہ حالت صغر

بس اُس پہ کفر کا حکم لگایا گیا ہے اس کا سبب بھی میرا مولیٰ تعالیٰ اور اس
کے محبوب اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ ہمیں کیا علم اور تیسرا
جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے تعذیب ان بعض احادیث شریفہ میں مقصود
ہو ایسے شخص پر جس نے احکام شرعیہ میں تغیر و تبدل کیا ہو اور توحید
کو قبول نہ کیا ہو بلکہ شرک کو اختیار کیا ہو اور اپنے لئے خود شریعت
باطلہ گڑھ لی ہو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہو مثل عمرو بن الحی
کی طرح کہ اُس نے بتوں کی پُوجا کو رواج دیا اور سائبہ اور بَحِیرہ اور
حامی وغیرہ کو رائج کیا اور بعض دوسروں نے جن اور ملائکہ اور
ستاروں کی پوجا کو رائج کیا اور صاحب محجن وغیرہ مثل آں اسی قسم میں
داخل ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے نہ شرک کیا نہ توحید کو اختیار کیا
اور نہ کسی شریعت کو اختیار کیا اور نہ اپنی طرف کسی شریعت باطلہ
کا ایجاد کیا بلکہ ان تمامی امور سے بالکل خالی الذہن رہے وہ لوگ
اہل فترت اور ناجی ہیں مثل والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ
عنہما کی خلاصتہ مافی ہذا المقام من الکلام یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانے
میں جن لوگوں نے نہ شرک کیا نہ کسی نبی پہ ایمان لائے وہ ناجی
ہیں اور زمانے جاہلیت میں جو کسی نبی پہ ایمان لائے اور ایمان لا
کر شرک کرتے رہے وہ معذب ہیں اور یہی قول موافق ہے مذہب
مہذب سیدی امام الہمام رضی اللہ عنہ کے جیسا کہ تصریح کی ہے
اس کی علامہ سعد الدین تفتازانی رحمتہ اللہ علیہ نے تلویح حاشیہ توضیح

اصول فقہ حنفیہ میں فرمایا جو شخص شاہق الجبل میں ہو اور اس کو دعوت نہ پہنچے تو وہ ایمان لانے پر مکلف نہیں ہے محض اپنی عقل سے یہاں تک کہ نہ وہ موصوف ہے ایمان کے ساتھ نہ کفر کے ساتھ اور نہ ہی کفر کا معتقد ہے ایسا شخص اہل دوزخ نہیں ہے اگر ایمان لایا تو اس کا ایمان صحیح ہوگا اور اگر کفر کے ساتھ متصف ہو گیا تو وہ اہل دوزخ سے ہوگا انتہی لیکن مذہب ائمہ شافعیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ میں قبل دعوت مطلقاً تعذیب نہیں ہے اگرچہ صادر ہوا ہو اس سے کفر و شرک اور عبادت اصنام پس معلوم ہو گیا مما ذکر سے کہ ہرگز ہرگز ہرگز والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما معذب نہیں ہیں بنا بر عدم بلوغ دعوت اور بنا بر عدم صدور کفر و شرک ان حضرات مطہرہ سے جب معذب ہونے کا انتفاء ہو گیا تو ناجی ہونا یقیناً ثابت ہو گیا واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ الحمد علی کل حال الی یوم المقال

طریقہ ثانی۔ طریقہ ثانیہ گروہ اول کا یہ ہے کہ حضور نور پر نور صاحب لولاک سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما توحید پرست اور دین ابراہیمی پر تھے اس بات میں کوئی شک شبہ نہیں ہے اور دین حنیف جو کہ دین ابراہیم علیہ السلام کا تھا اسی دین ابراہیمی پہ تھے یہ حضرات مطہرہ رضی اللہ عنہما اور ایک طائفہ جیسے سیدی زید و عمرو بن نفیل و ورقہ بن نوفل و قیس بن شاعدہ وغیرہ اسی طرف گیا ہے ایک گروہ علماء ثقات رحمہم اللہ تعالیٰ کا اسی

گروہ سے سیدی امام اجل فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں۔ انہوں نے اسرار التنزیل میں فرمایا ہے کہ جمیع آباء کرام حضرات سید الکل فی الکل کل شئے ہو الکل سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے تا سیدی آدم علیہ السلام شرک سے بالکل منزہ اور توحید پرست تھے اس قول کے دلائل کہ توحید پرست تھے چند ہیں ملاحظہ ہوں۔

والدین کریمین طاہرین رضی اللہ عنہما اہل توحید سے تھے اس کے دلائل مبارکہ

دلیل اول:۔ دلیل اولی مولیٰ تعالیٰ جل مجدہ کا قول مبارک الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین یعنی اللہ تعالیٰ اسے محبوب آپ کو ملاحظہ فرماتا ہے جب آپ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نمازیں یا غیر میں جلوہ گری فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ملاحظہ فرماتا ہے اے محبوب آپ کے انتقال مبارک کو پشت بپشت ساجدین میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ حضور نور پر نور سر اللہ الاعظم کا نور شریف منتقل ہوتا چلا آیا ہے ساجد در ساجد سے علیہ افضل الصلاۃ والسلام سیدی امام رازی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بنا بر این تقدیر کہ تفسیر کی گئی ہے آیت کریمہ کی دلالت ہوگی اس بات پر کہ جمیع آباء کرام رضی اللہ عنہم مسلمان تھے اور اسی تفسیر

کے ماتحت یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سیدی ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کافروں میں سے نہ تھے۔

سیدی ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد سیدی حضرت سیدی حضرت تارخ رضی اللہ عنہ تھے نہ آزر

اور آزر جس کا کفر ثابت ہے یہ حضور کے والد ماجد نہ تھے۔ بلکہ سیدی خلیل اللہ علیہ السلام کے چچا تھے اور محاورہ عرب شریف لفظ اب کا اطلاق کرنا چچا پر بہت شائع ہے اگرچہ مجاز ہی سہی غایتہ مافی الباب یہ کہ اس آیت کریمہ کی اور بھی تفسیریں کی گئی ہیں اُن میں بھی روایات وارد ہوئی ہیں اور جب سب وجوہ مفسرہ میں روایات آئی ہیں اور جمیع وجوہ مفسرہ میں منافات بھی کوئی نہیں تو واجب ہو گیا حمل کرنا آیت مذکورہ کا جمیع وجوہ مفسرہ پہ جب سب پر حمل کرنا واجب ہوا تو ثابت ہو گیا کہ سیدی ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد بُت پرستوں میں سے نہیں تھے بلکہ وہ توحید پرست اور مسلمان تھے۔ دلیل ثانیہ۔ یہ ہے کہ فرمایا سرالاعظم نائب اکبر مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم نے لم ازل انقل من اصلاب الطاهرین الی ارحام الطاهرات ہمیشہ میں انتقال فرماتا رہا ان صلبہائے پاک مردان طرف ارحام مبارکہ پاک عورتوں کی اور مولیٰ تعالیٰ جل جلالہٗ فرماتا

ہے انما المشرکون نجس مشرک پلید ہیں تو ثابت ہو گیا قرآن کریم اور حدیث شریف سے کہ آباء کرام رضی اللہ عنہم سے ایک بھی مشرک نہیں تھا بلکہ سب کے سب مسلمان تھے انتہی کلام سیدی الامام فخر الدین الرازی رحمتہ اللہ تعالیٰ اور سیدی امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی شان جلالت سے کوئی مسلمان ناواقف نہیں وہ اپنے زمانے میں اہل سُنت کے امام اور بد مذاہب کا رد فرمانے والے اور مذہب اشاعرہ کے ناصر اور چھٹی ہجری کے راس پر جلوہ گری فرمائی اور دین کی تجدید فرمائی اسی امام عالی مقام کی کلام کی مثل تصریح کی ہے سیدی امام ماوردی صاحب حاوی کبیر جو کہ ایمہ شافعیہ میں سے ہیں سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے بعد نقل کرنے کلام منور سیدی امام اجل فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے فرمایا کہ میرے پاس اس مسلک کی تقویت کے لئے جس طرف امام اجل فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ گئے ہیں تین طریقے ہیں اُن تینوں میں سے دو شامل ہیں دونوں والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو اور تیسرا طریقہ خاص ہے سیدتنا آمنہ جنت خاتون رضی اللہ عنہا کے ساتھ لیکن ۔

امام اجل سیدی جلال الدین السیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ کا کلام مبارک تین طریقوں سے

طریقہ اوّل - طریقہ اولیٰ یہ ہے کہ یہ مرکب ہے دو مقدمہ سے پہلا مقدمہ یہ ہے کہ احادیث صحیحہ دلالت کرتی ہیں اس پر کہ ہر جد امجد سرکار کل موجودات صلی اللہ علیہ وسلم سیدی آدم علیہ السلام کے زمانہ منورہ سے لے کر سیدی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے زمانے منورہ تک اپنے اپنے زمانہ میں بہترین اہل زمانہ اور ولی اللہ رہے ہیں ان احادیث صحیحہ میں سے ایک حدیث بخاری شریف کی ہے جو بروایت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وارد ہوئی فرمایا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا سرکار کل سید الکل فی الکل سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں مبعوث ہوا ہوں اس قوم سے جو افضل ترین قرون بنی آدم سے ہے ایسا ہی قرناً فقرناً یہاں تک کہ میں جلوہ گر ہوا ہوں اس قرن سے جس میں میں ہوں اور انہیں احادیث صحیحہ میں سے حدیث ابونعیم ہے جس کو اخراج کیا ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں از طریقہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، فرمایا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا سر الاعظم کل شیئ ہو الکل صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چنانچہ اللہ تعالیٰ

نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے سیدی اسماعیل علیہ السلام
اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ
سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے بنی مطلب کو
اور تخریج کی ہے حافظ ابوالقاسم حمزہ بن یوسف البیہقی نے در فضائل
عباس حدیث واثلہ دوسرے الفاظ سے اور مثل اسی کی وارد
ہوئی ہیں احادیث کثیرہ جو کہ ترمذی طبرانی طبقات و خائر العبقی مستدرک
وغیرہ میں مذکور ہیں سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے بالتفصیل
ذکر فرمائی ہیں اپنے رسائل مبارکہ میں اس رسالہ میں اسی پر اکتفا ہے
طلباً لاختصار مقدمہ ثانیہ یہ ہے کہ تحقیق احادیث صحیحہ سے ثابت ہے
کہ خالی نہیں رہا سیدی آدم علیہ السلام اور سیدی نوح علیہ السلام
کے زمانے منورہ سے لے کر کے تا زمانہ مقدسہ سر اللہ الاعظم صلی
اللہ علیہ وسلم کے خدا کے نیک بندوں اور عابدوں سے جو اللہ
تعالیٰ کی بندگی کرتے رہے اور انہیں کے سبب سے اللہ تعالیٰ
آفات و بلیات کو اہل زمین سے دور فرماتا رہا اور اسی طرح پر
سرکار سید عالم روح کل زمین و آسمان صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
منورہ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے موجود رہیں گے تاقیام
قیامت جو کہ عبادت اور بندگی الہٰی میں مشغول رہیں گے۔ اگر اللہ
تعالیٰ کے ایسے بندے نہ ہوں تو ہلاک ہو جائے زمین اور اہل زمین
لیکن یہ انہیں کی برکت سے ہے اب ان دونوں مقدموں کو ملایا

جائے تو نتیجہ یہ برآمد ہوگا کہ قطعاً حضور نور پر نور سرکار عالم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء اجداد میں کوئی مشرک نہیں تھا کیونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر ایک ان میں سے بہترین ولی اللہ اور اہل زمانہ تھے اب اگر بہترین زمانہ ہر زمانہ بلکہ زمانہ فترت میں بھی آباؤ اجداد ہوں تو فھو المدعی اگر بہترین زمانہ آباء اجداد کا غیر ہو تو معاذ اللہ آباء اجداد شرک پر ہونگے تو لازم آئیں گے دو استحالے یا یہ کہ مشرک بہتر ہو مسلم سے اور یہ محال ہے نص قطعی سے ولعبد مومن خیر من مشرک الآیۃ یا یہ کہ غیر آباء اجداد کا بہتر ہوگا آباد اجداد سے یہ بھی باطل ہے کیونکہ اس سے احادیث صحیحہ کی مخالفت لازم آتی ہے تو قطعاً ثابت ہو گیا کہ آباء اجداد میں کوئی مشرک نہیں تھا بلکہ ہر ایک اپنے اپنے زمانے میں بہترین زمانہ رہے ہیں از جملہ احادیث صحیحہ میں سے جو دلالت کرے ان مقدموں کی صحت پر وہ حدیث منور ہے جس کی تخریج کی عبد الرزاق رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مصنف میں از معمر از ابن جریج از ابن مسیب انہوں نے فرمایا کہ فرمایا مالک الولائیت ہونا حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہ ہمیشہ زمین پر رہے سات شخص یا گیارہ آدمی مسلمانوں سے اگر وہ نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتی زمین اور ہلاک ہو جاتے اہل زمین اور اسناد اس کا صحیح ہے بشرط شیخین اور اسی مثل قیاس نہیں کیا جا سکتا لہٰذا یہ حدیث حکم میں حدیث مرفوع کے ہوگی اور نیز تخریج کی اسی حدیث کی ابن

منذر نے اپنی تفسیر میں عبد الرزاق سے باین سند مذکور اور نیز
تخریج کیا ہے سیدنا امام اجل احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے زہد
اور خلال کرامات اولیاء کرام میں بسند صحیح بشرط شیخین سیدنا ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ سیدی
نوح علیہ السلام کے زمانہ منورہ کے بعد سے زمین خدا کے سات
نیک بندوں سے خالی نہیں رہی اللہ تعالی انہیں کے سبب سے
زمین والوں سے آفتوں کو دور فرماتا رہا اور یہ حدیث بھی حکماً مرفوع
ہے اور نیز تخریج کیا ہے جندی نے در فضائل مکہ انہ مجاہد فرمایا
سیدنا امام مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ ہمیشہ زمین پر سات شخص یا زیادہ
موجود رہے مسلمانوں سے اگر وہ نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتے اہل
زمین اور زمین وغیرہ اور اسی کی مثل تخریج کیا ہے ارزقی نے تاریخ
مکہ میں زہیر بن محمد سے اور اسی طرح احادیث کثیرہ وارد ہوئی ہیں
جن کو ذکر فرمایا سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ تعالی نے مسالک الحنفا
میں مقدمہ ثانیہ کے دلائل میں اور طریقہ ثانی طریقہ مقدمہ ثانیہ یہ ہے فرمایا
سیدی امام اجل فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالی نے کہ تھے تمامی
آباء و اجداد توحید پرست اور مسلمان اکثر کا اسلام ثابت ہے اکثر
احادیث مبارکہ سے لیکن اسلام ان آباء و اجداد کا جو کہ سیدی آدم علیہ
السلام اور سیدی نوح علیہ السلام کے زمانے کے درمیان تھے
ظاہر ہے احادیث منورہ سے جن کی تخریج کی ہے بزار نے

اپنی مسند میں اور ابن جریج اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی تفسیروں میں اور حاکم نے صحیح مستدرک میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تحت آیت کریمہ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین الایۃ کی تفسیر میں فرمایا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ درمیان سیدی آدم علیہ السلام اور سیدی نوح علیہ السلام کے دس قرن ہیں یہ سب کے سب شریعۃ حقہ پر تھے پس اختلاف کیا انہوں نے ایک دوسرے سے تو بھیجا اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو اور نیز تخریج کیا ہے ابن ابی حاتم نے سیدنا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے تحت آیت مذکورہ فرمایا انہوں نے کہ ذکر کیا گیا ہے کہ سیدی آدم علیہ السلام اور سیدی نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن تھے اور وہ سب کے سب طریقے ہدایت اور شریعت پر تھے پس انہوں نے آپس میں اختلاف کیا تو بھیجا اللہ تعالیٰ نے سیدی نوح علیہ السلام کو ان کی طرف اور تھے سیدی نوح علیہ السلام اول پیغمبر جو جلوہ گر ہوئے اہل زمین کی طرف اور نیز تخریج کی ہے ابن سعد نے اپنے طبقات میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا انہوں نے جو آباء و اجداد درمیان سیدنا آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے تھے سب کے سب اسلام پر تھے اسی طرح وارد ہوئی احادیث مبارکہ کثیرہ اور قرآن کریم خود اس کا شاہد ہے کہ سیدی نوح علیہ السلام نے عرض کی بارگاہ باری تعالیٰ

میں ذب اغفرلی ولوالدی الاٰیتہ پس معلوم ہوتا ہے جمیع آثار مذکورہ سے اسلام ان آباد اجداد کا جو سیدنا آدم اور سیدنا نوح علیہما السلام کے درمیان تھے اب رہا اس کے بعد کا معاملہ وہ بھی ملاحظہ ہو۔ لیکن سام بن نوح علیہ السلام مومن تھے اس پہ قرآن کریم شاہد ہے اور اجماع امت شاہد ہے کیونکہ سام نے نجات پائی اپنے والد بزرگوار نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں اور نجات نہیں پائی اس کشتی مذکورہ میں مگر مومنین نے بلکہ ایک روایت میں ان کے نبی ہونے کا بھی ذکر آیا ہے تخریج کیا ہے اس کو ابن سعد نے در طبقات خود اور زبیر بن لبکار نے در موفقیات اور ابن عساکر نے در تاریخ خود از کلبی باقی رہے ارفخشد بن سام ان کے ایمان کی تصریح بھی ایک روائیت میں آچکی ہے جو روائیت ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور اس روائیت کو ابن عبد الحکم نے در تاریخ مضمر ذکر فرمایا ہے۔ اور اسی تاریخ "مضمر" میں مذکور ہے کہ پایا ارفخشد نے اپنے دادا نوح علیہ السلام کو اور دادا جان نے ان کے حق میں دعا بھی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں بادشاہت اور نبوت کو رکھے اور باقی رہی حضرت ارفخشد کی اولاد ان کے ایمان کی تصریح بھی واقع ہے ایک اثر میں جس کو تخریج فرمایا ہے ابن سعد نے در طبقات خود بطریق محمد بن سائب از ابو صالح از ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا انہوں نے جب سیدنا نوح علیہ السلام

کشتی مبارک سے زمین پر جلوہ گر ہوئے تو حضور کے ساتھ اسی آدمی تھے تو یہ سب حضرات ایک جگہ جلوہ گر ہوئے اور ہر ایک نے اپنا اپنا گھر الگ بنایا اور نام رکھا گیا اسی جگہ کا سوق الثمانین اور جب وہ بڑھ گئے اور اُن پر سوق الثمانین تنگ ہو گیا تو منتقل ہوئے وہ وہاں سے زمین بابل کی طرف اور وہاں بھی انہوں نے مکانات وغیرہ بنائے پھر بڑھتے گئے یہاں تک کہ ان کی گنتی ایک لاکھ کی ہو گئی اور یہ سب کے سب اسلام پر تھے سیدی نوح علیہ السلام کے زمانہ منورہ سے لے کر یہاں تک کہ بادشاہ بنا ان پہ نمرود بن کوش بن کنعان بن حام بن نوح علیہ السلام اس نے پھر دعوت دی ان کو بُت پرستی کی اور اطاعت کی انہوں نے اس کی اور بُت پرست ہو گئے انتہی حاصل الاثر تو معلوم ہو گیا مجموع آثار مبارکہ سے کہ سیدی آدم علیہ السلام کے زمانے منورہ سے لے کر تا نمرود سب کے سب آباؤ اجداد مسلمان تھے اور نمرود کے زمانے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ظہور شریف ہوا اور آزر بھی اسی زمانے میں تھا جس کے کفر پہ قرآن کریم نے نص فرمائی ہے۔

سیدی ابراہیم علیہ السلام کے والد سیدی تارخ رضی اللہ عنہ تھے نہ آزر

اور اختلاف کیا مفسرین کرام نے کہ سیدی ابراہیم علیہ السلام

کے والد ماجد سیدی حضرت تارخ رضی اللہ عنہ تھے یا آزر یا یوں کہ تارخ کا نام بھی آزر تھا جو کہ سیدی ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد ہیں یا نہ بعض علمار کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اس پر ہیں کہ آزر تارخ کے بھائی ہیں اور سیدی ابراہیم علیہ السلام کے چچا ہیں پس اوپر تقدیر اس کے کہ آزر تارخ کا نام ہے جو سیدی ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں تو ان کا استثنا کرنا سلسلہ نسب شریف سے ضرور ہوگا اوپر تقدیر کہ آزر بھائی تارخ کے ہیں تو اس صورت میں تارخ کا استثنار سلسلہ نسب شریف سے نہ کیا جائے گا اور سیدی امام اجل فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ارجح اور مختار قول یہ ہے کہ آزر چچا ہیں نہ باپ اور سیدی امام اجل جلال الدین السیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہی قول مروی ہے سلف کی ایک جماعت سے یہاں تک کہ روایت کیا ہے ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے امام مجاہد سے ساتھ چند طرق کے کہ بعض ان میں سے صحیح ہیں اور نیز روایت کیا ہے ابن منذر نے ابن جریج بسند صحیح اور ابن ابی حاتم نے سدی سے بسند صحیح اور نیز ابن ابی حاتم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند ضعیف کہ فرمایا ان حضرات تمامیوں نے یعنی سیدنا ابن عباس و مجاہد و ابن جریج و سدی رضی اللہ عنہما نے کہ آزر چچا تھے نہ والد بلکہ حضور کے والد ماجد کا نام تارخ ہے نہ آزر اور جو قرآن کریم میں لفظ اب کا اطلاق آزر پر آیا ہے اس کی توجیہہ فرمائی گئی

ہے محاورہ عرب شریف پر کہ محاورہ عرب شریف میں لفظ اَب کا اطلاق
کرنا چچا پر بہت شایع ہے اگرچہ مجازاً ہی سہی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ
نے بطریق حکایت فرزندان یعقوب علیہ السلام فرمایا عرض کیا صاحبزادوں
نے اپنے والد بزرگوار سے قالوا نعبد الٰھک و الٰہ اٰبائک ابراھیم
و اسماعیل و اسحاق الاٰیۃ پس اطلاق کیا گیا ہے لفظ اَب کا سیدی
اسماعیل علیہ السلام جو کہ سیدی یعقوب علیہ السلام کے چچا جان ہیں
ان پر لفظ اب کا اطلاق کیا گیا ہے اور جدِ امجد سیدی ابراہیم علیہ السلام
پر بھی اطلاق لفظ اَب کا کیا گیا ہے اور سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ
اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں کلام کو خوب بسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے
اور اس رسالہ میں اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے وسیدی شیخ المشائخ ابن
حجر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے شرح ہمزیہ مبارکہ میں اسی قول کو ترجیح دی
غایت ترجیح یہاں تک فرمایا کہ اہل دو کتاب یعنی توراۃ و انجیل یا توراۃ
و فرقان اجماع رکھتے ہیں اس پر کہ آزر چچا تھا نہ والد ماجد اور تسمیہ
کرتے ہیں عربی لوگ عم کو لفظ اب سے یہاں تک قرآن کریم میں بھی
عربی محاورے پر لفظ اَب کا اطلاق عم پر آیا ہے اور اگر بالفرض
اجماع نہ بھی ہو اس بات پر کہ آزر چچا ہیں تب بھی تاویل مذکور کرنا
واجب ہوگی تاکہ درمیان احادیث مبارکہ کے تطبیق حاصل ہو
جائے جن حضرات نے ظاہر سے تمسک کیا ہے مثل بیضاوی
وغیرہ کی انہوں نے تساہل اور مسامحت سے کام لیا ہے انتہی حاصل

کلامہ باقی رہا اسلام ان اباء واجداد کا جو سیدی ابراہیم اور اسماعیل
علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں اُن کے اسلام کی دلیل دو طریق
سے بیان کی گئی ہے لیکن

طریقۂ اول طریقہ اوّل یہ ہے کہ احادیث صحیحین وغیرہا
نے اتفاق کیا ہے اور نصوص علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی اتفاق
کیا ہے کہ عرب شریف والے دین ابراہیمی پر تھے اور اُن میں سے
ایک شخص بھی والی ہونے عمرو بن لحی خزاعی تک نہ بت پرست نہ کفر
کی راہ پر تھا اول شخص جس نے دین ابراہیمی میں تغیر تبدل کیا ہے
وہ یہی مذکور عمرو بن لحی خزاعی تھا اور بت پرستی کی اور بت پرستی میں
عرب اس کے تابع ہو گئے اور باقی سب ضلالات وغیرہ میں بھی
اس کے تابع ہو گئے اس کی تصریح کی شہرستانی نے اپنی کتاب
الملل والنحل میں اور حافظ عماد الدین اور ابن کثیر در تاریخ
خود آوردہ کہ تھے تمامی عرب دین ابراہیمی پر تا وقت والی ہونے
عمرو بن لحی خزاعی کے مکہ معظمہ کا کہ جس نے ولائت بیت اللہ
شریف کی حضور سید الکل فی الکل مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم کے
آباؤ اجداد سے لے لی اور ظاہر کیا کفر و شرک اور بت پرستی کو
اور جاری کیا ضلالات وغیرہ کو مثل بحیرہ و سائبہ و حام وغیرہ کو اور
اُسکی ولائیت کی مدت بیت اللہ شریف پر تھی تین ہزار سال یہاں
تک کہ قصی بن کلاب کا وقت آیا جو جد الجد ہیں پانچویں سرکار کل

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت قصی بن کلاب نے جنگ کیا
خزاعہ سے اور بی بیت اللہ شریف کی ولائیت خزاعہ سے لیکن
عرب نے رجوع نہ کیا بعد جانے ولائیت خزاعہ کے بُت پرستی وغیرہ
سے کیونکہ وہ اتنی مدت کثیرہ میں بت پرستی وغیرہ کو فی نفسہ دین
سمجھ چکے تھے اس کا بدلنا بہت دشوار ہو چکا تھا انتہی پس ثابت
ہو گیا کہ سیدی ابراہیم علیہ السلام سے لے کر تا عمرو بن لحی آباؤ اجداد
سب کے سب مومن تھے اور تھا عمرو بن لحی مذکور قریب زمانے
کنانہ بن خزیمہ کے جو چودھویں جد امجد ہیں سر اللہ الاعظم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور حبیب نے اپنی تاریخ میں نقل فرمایا سیدنا ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا انہوں نے کہ عدنان و معد و ربیعہ
و مضر و خزیمہ و اسد سب کے سب ملت ابراہیمی پر تھے اور سہیلی
نے ورد روض خود نقل فرمایا کہ کعب بن لوی اول شخص ہیں جنہوں
نے جمع کیا قریش کو دن عروبہ میں کہ زمانے جاہلیت میں عروبہ نام
لیتے جمعہ شریف کا اور خطبہ پڑھتے تھے اور پند و نصیحت کرتے تھے
کہ آخر الزمان نبی علیہ الصلاۃ والسلام جلوہ گری فرمائیں گے اور وہ
میری نسل پاک سے طلوع فرمائیں گے اور نصیحت کرتے حضور نور
پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع شریف کی انتہی اور اسی مضمون
کو علامہ ماوردی رحمۃ اللہ تعالی نے اعلام النبوۃ میں نقل فرمایا ہے
اور اسی مضمون کی تخریج فرمائی ابو نعیم نے بسند خود ابو سلمہ بن عبد الرحمن

بن عوف سے اور زیادہ کیا اتنا مضمون کہ درمیان وفات کعب بن لوی
کے اور درمیان بعثت مبارکہ حضور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ
علیہ وسلم کے فاصلہ ہے پانچ سو ساٹھ سال کا اور سیدی امام اجل
جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بعد نقل اس خبر کے مسالک
الحنفاء میں فرمایا کہ ثابت ہوا مجموع آثار اور احادیث مبارکہ سے کہ
جمیع آباؤ اجداد از سیدی آدم علیہ السلام تا کعب بن لوی بلکہ ان کے
صاحبزادے مرۃ بن کعب تک سب کے سب مسلمان مومن تھے
اور ان جمیع کے ایمان کی تصریحات آچکیں مگر آزر کہ مختلف فیہ ہے
کما مر اسی طرح فرمایا شیخ الفقہاء سیدی علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے
در سیرت خود باقی رہے مرہ بن کعب سے لے کر عبد المطلب کہ چار
آباء ہیں کلاب قصی عبد مناف ہاشم ان چار حضرات کے متعلق سیدی
امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مسالک الحنفاء میں کہ نہیں
[illegible] چار حضرات میں کوئی نقل نہ پائی نہ نفی کی نہ اثبات کی انتہیٰ
اور جاننا چاہیئے کہ مراد عدم نقل سے تصریح مراد ہے کہ صراحۃً
ان کے اسلام کی نقل نہ پائی ورنہ نہیں تو آثار مسلک ثانی میں
آنے والے ہیں جو دلالت کرتے ہیں اوپر اسلام جمیع ذریت سیدی
اسماعیل علیہ السلام کے ان کے ضمن میں ان چاروں کا اسلام
بھی ثابت ہے اسی وجہ سے سیدی امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
نے اُن آثار کو دلیل بنایا ہے اوپر اسلام حضرت عبد المطلب کے

کما سیجیئ لیکن عبدالمطلب کے بارے میں تین اقوال ہیں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ۔

سیدی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے اسلام میں تین اقوال ہیں

قول اول یہ ہے کہ حضرت عبدالمطلب کو دعوت نہیں پہنچی بلکہ وہ اہل فترت میں سے تھے سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے مسالک الحنفاء میں فرمایا ہے یہی قول اشبہ ہے حضرت عبدالمطلب کے بارے بسبب اس حدیث کے جو بخاری وغیرہ میں آئی ہے ۔

قول دوم یہ ہے کہ تھے حضرت عبدالمطلب توحید پرست اور ملتِ ابراہیمی پر سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یہی قول ظاہر و باہر ہے سیدی امام اجل فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ کلامِ مبارک سے اور یہی ظاہر ہے اُن آثار سے جو منقول ہیں امام مجاہد اور سفیان بن عیینہ وغیرہما سے اور اسی قول کا مؤید ہے میرے حضور نور پر نور سرکارِ دو عالم سید الکل فی الکل صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات مبارکہ کو منسوب کرنا حضرت عبدالمطلب کی طرف کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا النبی

لاکذب انا ابن المطلب حالانکہ وارد ہو چکا ہے بسیار احادیث مبارکہ میں نہی منسوب کرنے سے طرف آبار کفارہ کی کما ذکرہ الامام السیوطی فی مسالک الحنفاء

سیدی حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی کرامات مبارکہ

اور حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے خوارق عادت افعال کا صدور شریف بھی مشہور ہے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا حضرت سیدی عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمزم شریف کے کھودنے کا اور اللہ تعالیٰ نے حالت خواب میں زمزم شریف کی جگہ مبارکہ کا بھی الہام فرمایا جیسا کہ قصہ طویلہ میں مذکور ہے اور نقل کیا ہے اس قصہ کو سیدی علامہ شیخ الفقہاء شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سیرت میں اور نقل فرمایا ہے اس قصہ مبارکہ کو سیدی شیخ مشائخنا فی الحدیث و الفقہ والورع والاعتقاد سیدی سندی ذخری لیوم دغدی عمدۃ المحققین ملک العلماء شاہ عبد الحق محقق محدث دہلوی علیہ رحمتہ الباری نے مدارج النبوۃ جلد ثانی میں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جرہم قبیلہ نے جب بیت اللہ شریف میں شر اور فساد مچایا تو وہاں سے اُن کو نکالا بنو بکر بن عبد مناۃ

ابن کنانہ نے حرم شریف سے تو اس ہنگامے میں دفن کر دیا گیا۔
اموال بیت اللہ شریف کو زمزم شریف میں اور اسی طرح کئی سال
گزر گئے اور جگہ زمزم شریف کی لاپتہ ہو گئی تو جب زمانہ سیدی عبدالمطلب
رضی اللہ عنہ کا آیا تو قریش نے حضور کے دربار میں رجوع کیا تاکہ
عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ سے سوال کریں مکان
زمزم شریف کا پس حضور نے بارگاہ الہیہ میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ
نے حالت خواب میں مکان زمزم شریف ظاہر فرما دیا اور علامات
بھی بتلادی گئی تھیں تو حضور نے قریش کو خبر دی تو حضور کے
فرمانے کے مطابق جہاں حضور نے فرمایا تو وہاں سے کھودا گیا
تو آب زمزم شریف نکل آیا اور دوسرا واقعہ مبارکہ جس کو سیدی
علامہ محقق حنفیہ شیخ الفقہاء امام اجل شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی
سیرت میں نقل فرمایا ہے جس کا ماحاصل یہ ہے ایک دفعہ
شام کے جنگل میں ایک گروہ کو نہایت زور کی پیاس لگی قریب
تھا کہ وہ قافلہ ہلاک ہو جائے اور اسی قافلہ میں سیدی حضرت
عبدالمطلب بھی جلوہ گر تھے تو قافلہ والوں کو جب ہلاک ہونے
کا یقین ہو گیا تو سب نے رجوع دربار معلی عبدالمطلبی میں کیا
جب حضور کے دربار میں رجوع کیا تو حضور حرم شریف میں جلوہ
گر ہوئے مع قافلے کے کہ شاید اللہ تعالیٰ ہم سب کو پانی سے
سیراب فرمائے تو حضور اپنی ناقہ مبارکہ پر جلوہ گر ہوئے اور حضور

کی ناقہ مبارکہ کو اُٹھایا گیا تو حضور کی ناقہ مبارکہ کے سُم شریف کے
نیچے سے چشمہ پانی کا نکلا تو حضور نے تکبیر فرمائی اور قافلہ والوں
نے تکبیر کہی اور حضور نے اس چشمہ سے پانی نوش فرمایا اور قافلہ
والوں نے بھی نوش فرمایا دیکھیں وہابی دیوبندی اولیاء کرام رحمہم
اللہ تعالیٰ کا شان شریف جل جائیں جہنم میں پہنچ جائیں دشمن دین یہ
کرامات مبارکہ حضور کے ایمان اکمل کی نشانی اور اولیاء کرام میں
سے ہونے کی نشانی ہیں کیوں وہ ہستیٔ پاک ولی نہ ہو جس کی پیشانی
نورانی میں جلوہ گر ہو میرے حضور پر نور صاحب کون و مکان
مالک دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کا نور شریف اور - **قول ثالث**
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا سیدی حضرت عبدالمطلب رضی
اللہ عنہ کو بعد بعثت مبارکہ کے اور وہ ایمان کی دولت منورہ سے
مشرف ہوئے اور مسلمان ہو کر دنیا سے پھر رخصت کر گئے حکائیت
کیا ہے اس قول ثالث کو ابن سید الناس نے اور سیدی امام اجل
سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ قول ضعیف ترین اقوال میں سے
ہے اور ان میں سے ساقط تر ہے اس قول پر کوئی دلیل نہیں
ہے اور نہ ہی کسی حدیث ضعیف سے ضعیف وغیرہ میں وارد
ہوا ہے اور نہ ہی اس قول کا قائل آئمہ اہل سنت رحمہم اللہ تعالیٰ
میں سے کوئی ہے بلکہ یہ قول مروی ہے بعض شیعہ سے اسی
وجہ سے اکثر ائمہ دین نے اوپر اقوال پہلے دونوں کے اقتصار فرمایا

ہے اور قول ثالث سے سکوت فرمایا ہے اس لئے کہ اقوال شیعہ کے معتبر نہیں ہیں لیکن

طریقہ ثانی مسلک ثانی پس آیات مبارکہ اور احادیث منورہ دلالت کرتی ہیں سیدینا ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی ذریت شریفہ کے اسلام شریف پر اور جملہ آیات شریفہ جو ان حضرات کی ذریت منورہ کے اسلام پر دلالت کرتی ہیں جو دہ ہیں لیکن اس رسالہ میں طلباً الاختصار تین آیات منورہ کو نقل کیا جاتا ہے۔

آیئت اولی مبارکہ قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ القدیم و اذ قال ابراھیم لابیہ و قومہ اننی براء مما تعبدون الا الذی فطرنی فانہ سیھدین وجعلھا کلمۃً باقیۃً فی عقبہ۔ ترجمہ اے محبوب عالی (صلی اللہ علیہ وسلم) یاد فرماؤ کہ جب فرمایا ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے چچا اور اپنی قوم سے تحقیق میں بری ہوں جس کی تم پوجا کرتے ہو مگر وہ معبود برحق جس نے مجھ کو پیدا فرمایا ہے پس تحقیق وہ جلدی مجھ کو ہدایت کرنے والا ہے اور کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ توحید کو کلمہ باقی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں اور تخریج کی ہے عبد بن حمید نے در تفسیر خود سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن جریر اور ابن منذر نے امام مجاہد رضی اللہ عنہ سے تحت تفسیر قول باری تعالیٰ وجعلھا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ فرمایا ان حضرات نے کہ تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ باقی

سیدی ابراہیم علیہ السلام کے عقب میں اور نیز تخریج کی ہے عبد
بن حمید اور عبد الرزاق نے در تفسیر خود سیدنا حضرت قتادہ رضی
اللہ عنہ سے کہ مراد اس کلمہ سے اخلاص و توحید ہے اور ہمیشہ باقی
رہا کلمہ توحید ذریت ابراہیم علیہ السلام میں اسی طرح مروی ہے
ابن جریج رضی اللہ عنہ سے بھی اور نیز تخریج کی عبد بن حمید نے
امام زہری رضی اللہ عنہ سے آیت مذکورہ کی تفسیر مبارک میں کہ لفظ
عقب سے مراد سیدی ابراہیم علیہ السلام کی ذریت مبارکہ ہے چاہے
مذکر ہوں چاہے اناث اور ابو الشیخ نے تفسیر ہود میں حضرت زید بن
علی رضی اللہ عنہما سے نقل فرمایا ہے کہ حضور نور پر نور صاحب
لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی آل پاک سب داخل ہیں۔
عقب ابراہیم علیہ السلام میں آیت ثانیہ قال اللہ تعالیٰ
فی کلامہ القدیم و اذ قال ابراہیم رب اجعل ھذا البلد امنا
و اجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام اے محبوب پاک (صلی اللہ
علیہ وسلم) یاد فرمایئے اس وقت منور کو جب کہا ابراہیم نے
اے رب کر دے اس مکہ معظمہ کو امن والا اور نگہ رکھ مجھ کو
اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے تخریج کیا ہے ابن جریر نے
در تفسیر خود تحت ایں آیت کریمہ سیدنا امام مجاہد رضی اللہ عنہ
سے فرمایا انھوں نے کہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا دعا ابراہیمی
کو کہ اُن کی اولاد میں کسی نے بھی حضور کے پردے نورانی کے

بعد بت کی پوجا نہیں کی اور اللہ تعالیٰ نے اس شہر شریف کو بھی ذو امن بنا دیا اور ابن ابی حاتم نے سیدنا سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے تخریج فرمایا کہ فرمایا انہوں نے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے بھی بت پرستی نہیں کی اور نہ ہی بت کی پوجا کی اور سیدنا سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ نے تلاوت فرمایا و اجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام کو تو حضور سے سوال کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ داخل نہیں اس دعا میں اولاد اسحاق علیہ السلام اور تمام اولاد فرزندان ابراہیم علیہ السلام تو حضور نے جواب ارشاد فرمایا اس کے عدم دخول کا سبب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی ہے خاص مکہ معظمہ والوں کے لئے اور عرض کیا۔ رب اجعل هذا البلد آمنا ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلاۃ اور ظاہر ہے کہ سکونت نہیں کی مکہ معظمہ میں کسی ایک نے بھی فرزند صلبیہ ابراہیم علیہ السلام سے سوا سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے اور سیدی امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مخاطب اس جواب کو بھلا دیکھو سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کہ وہ اکابر ائمہ مجتہدین میں سے ہیں اور امام اجل شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مشائخ کرام رحمۃ اللہ میں سے ہیں۔

آیت ثالثہ قال اللہ تعالیٰ بطریق الحکایۃ عن ابراہیم

واسماعیل علیہما السلام واجعلنا مسلمین لک
ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک اے اللہ تعالیٰ کر تو ہم دونوں
کو اپنا فرمان بردار اور کر تو ہم میں سے ایک اُمت کو اپنے لئے
فرمان بردار تخریج کیا ہے ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے تحت اس
آیت کریمہ حضرت سدی رضی اللہ عنہ کہ فرمایا انہوں نے کہ اس
آیت کریمہ میں ذریت سے مراد عرب ہیں اور پوشیدہ نہیں کہ عرب
اولاد ہیں سیدی اسماعیل علیہ السلام کی تمامی فرزندان ابراہیم علیہ
السلام کی اولاد عرب نہیں ہیں پس اثر بھی نیز موئید قول سفیانی کا
ہوا اور سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے مسالک الحنفار
میں فرمایا ہے کہ حاصل جمیع آیات مبارکہ اور آثار شریفہ کا یہ ہے
کہ حضور نور پرنور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد
میں زمانے سیدی ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضور نور پر
نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے منورہ تک کوئی
ایک بھی مشرک نہیں تھا اسی طرح فرمایا سیدی علامہ شامی رحمتہ
اللہ تعالیٰ نے اپنی سیرت منورہ میں پس ثابت ہو گئی سچائی قول
امام اجل فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کی کما لا یخفی علی
المحقق المدقق واللہ تعالیٰ ولرسولہ الاعلی الحمد لیکن
وجہ ثالثہ از وجوہ ثالثہ جو کہ خاص ہے بسیدتنا جنت خاتون
آمنہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وہ یہ ہے کہ وہ وہ اثر ہے کہ وارد ہوا

ہے والدہ شریفہ مطہرہ طیبہ رضی اللہ عنہا کے بارے خاص کر جس اثر کی تخریج کی ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں بطریق الزہری عن ام سلمہ بنت ابی رہم عن امہا الخ جس کا خلاصہ یہ کہ فرمایا ام سلمہ بنت ابی رہم کی والدہ نے کہ میں اس مرض شریف میں جس مرض شریف میں سیدتنا حضرت آمنہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کا دنیا عالم سے پردہ نورانی ہوا ہے حاضر تھی اور حضور نور پر نور صاحب لولاک علیہ افضل الصلاۃ والسلام بھی اپنی والدہ مکرمہ محترمہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے سر مبارک کے پاس جلوہ افروز تھے اور حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پانچ سال مبارک کی تھی تو سیدتنا آمنہ طاہرہ زاہدہ عابدہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نظر رحمت کو اپنے جگر شریف کے ٹکڑے نورانی حضور نور پر نور مالک زمین و آسمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی اور یہ ابیات مبارکہ زبان مبارک سے فرمائے اشعار نورانیہ

بارك الله فيك من غلام — يا ابن الذي من حومة الحمام

بخا بعون الملك المنعام — فودي غداة الضرب بالسهام

بمائة من الابل السوام — ان صح ما ابصرت في المنام

فانت مبعوث الى الانام — من عند ذي الجلال والاكرام

تبعث في الحل وفي الحرام — تبعث بالتحقيق والاسلام

دين ابيك البر ابراهام — فالله انهاك عن الاصنام

ان لا تواليها مع الاقوام

بعد ان اشعار مبارکہ کے فرمایا کل حیی میت وکل جدید بال وکل کبیر یفنی وانا میتتہ وذکری باقٍ وقد ترکت خیراً وولدت طہراً بعد اس کے دنیا عالم سے پردہ فرمایا اور یہ مذکورہ فرماتی ہیں کہ میں نے جنوں کو نوحہ کرتے ہوئے سنا جس وقت سیدتنا آمنہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا نے دنیا عالم سے پردہ فرمایا تھا اور جن کچھ شعر کہہ رہے تھے جن سے یہ شعر مجھے یاد رہ گئے اور وہ اشعار مبارکہ یہ ہیں ۔

نبکی الفتاۃ البرۃ الامینہ	ذات الجمال والعفۃ والرزینہ
زوجۃ عبد اللہ والقرینہ	ام نبی اللہ ذی السکینہ
صاحب المنبر بالمدینہ	صارت لدی حفرتہا رھینہ

انتہی الاشد ترجمہ :۔ سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نقل کرنے کے بعد اس اثر کو مسالک الحنفاء شریف میں فرمایا کہ دیکھتا ہے تو اے مخاطب کہ یہ کلام مبارک والدہ ماجدہ طاہرہ طیبہ طہرہ رضی اللہ عنہا کی مصرح کہ ان کو بتوں سے بالکل کوئی الفت نہ تھی اور مذہب ابراہیمی کا اقرار اور اعتراف تھا اور پھر اپنے صاحبزادہ نورانی صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے الی کافۃ الناس کا بھی اعتراف تھا اور من عند اللہ ہونے کا بھی اعتراف تھا اور ایسی کلام منافی شرک ہے اور اس کے بعد فرمایا کہ میں نے اکثر استقراء کیا ہے تو اکثر امہات انبیاء کرام علیہم السلام کو منصوص بالایمان پایا ہے ۔

طریقۂ ثالث - لیکن طریقۂ ثالثہ گروہ اول کا یہ ہے کہ حضور نے باذن اللہ تعالےٰ زندہ فرمایا حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو تاکہ وہ اپنے صاحبزادے نورانی مالک ملک خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر ایمان کی دولت منورہ سے مشرف ہوں اور وقوع احیاء شریف حجتہ الوداع میں ہوا اور اسی طریقے ثالثہ کی طرف رجوع فرمایا کثیر ائمہ دین حفاظ محدثین وغیرہم نے من جملہ ان میں سے سیدی شیخ المشایخ فی الحدیث والفقہ والورع والاعتقاد سندی ذخری لیوم وغدی ملک العلماء شاہ عبد الحق محقق محدث دہلوی علیہ رحمتہ الباری ہیں اور محدث ابن شاہین اور حافظ ابو بکر الخطیب البغدادی علامہ سہیلی اور علامہ قرطبی اور محب طبری اور علامہ ناصر الدین منیر وغیرہم اور سند پیش کی ہے ائمہ دین نے حدیث احیا شریف کی لطریق ہشام بن عروہ انہوں نے اپنی والدہ سے اور ان کی والدہ نے سیدتنا حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لیکن سند اس حدیث شریف کی ضعیف ہے اور ابن جوزی نے اس حدیث مبارک کو خیر سے موضوعات میں شمار کیا ہے اور سیدی امام اجل جلال الدین السیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صواب یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے اور علامہ ابن الصلاح و علامہ حافظ الدین عراقی اور سیدی شیخ المشایخ مشائخنا

فی الحدیث علامہ ابن حجر رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے کہ ابن
جوزی نے مسامحت سے کام لیا ہے کہ حکم کیا ہے وضع کا بعض
احادیث مبارکہ پر حالانکہ وہ موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہیں اور بعض
ان میں سے حسن ہیں اور بعض صحیح ہیں اور سیدی علامہ شیخ ابن حجر رحمتہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عجب ہے ابن جوزی سے کہ حکم وضع کا اُن بعض
احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ صحیحین میں بھی موجود ہیں اور
یہ غفلت سخت ہے علامہ ابن جوزی رحمہم اللہ تعالیٰ سے انتہی کلام
الشیخ اور سیدی شیخ الفقہاء علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے در سیرت
خود فرمایا ہے کہ میں نے تتبع کیا ہے موضوعات ابن جوزی کو تو وہ
فی الواقع موضوع نہیں ہیں بلکہ وہ سنن اربعہ و صحیح مستدرک وغیرہ آن
کتب معتبرہ میں موجود ہیں بعض ضعیف ہیں اور بعض حسن ہیں اور
بعض صحیح ہیں لیکن حدیث احیاء شریف میں مخالفت کی ابن جوزی
رحمتہ اللہ کی کثیر ائمہ محدثین نے اور اُن ائمہ دین نے فرمایا کہ یہ حدیث
ضعیف ہے اور حدیث ضعیف باتفاق ائمہ دین فضائل میں مقبول
ہے من جملہ ان ائمہ دین میں سے جنہوں نے مخالفت کی علامہ جوزی
رحمتہ اللہ علیہ کی علامہ حافظ ابوبکر خطیب بغدادی اور حافظ ابوالقاسم
ابن عساکر دمشقی اور حافظ ابوحفص ابن شاہین اور حافظ ابوالقاسم
سہیلی صاحب روض اور علامہ امام قرطبی اور حافظ محب الدین
طبری اور علامہ منیر اور حافظ فتح الدین ابن سید الناس وغیرہم رحمہم

اللہ تعالیٰ ہیں۔ نقل کیا ہے اس کو بعض اہل علم نے اور یہی مذہب ہے علامہ صلاح الدین کا کہ انہوں نے نظم حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی کو اپنی کتاب مسمی بمورد الصادی فی مولد الہادی میں نقل فرمایا اور کہا شعر مبارکہ

حبا اللہ النبی مزید فضل ۔۔۔ علی فضل وکان بہ رؤفا

فاحیی امہ وکذا اباہ ۔۔۔ لایمان بہ فضلا لطیفا

فسلم فالقدیم بہ قدیر ۔۔۔ وان کان الحدیث بہ ضعیفا

انتہی کلام الشامی۔ جب ثابت ہو گیا کہ حدیث ضعیف پر فضائل میں عمل جائز ہے جیسا کہ تصریح کی ائمہ دین نے اس کی مثل امام اجل جلال الدین سیوطی اور امام اجل ابن حجر رحمہما اللہ تعالیٰ نے اور والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا احیا شریف اس فضیلت کے ساتھ مختص ہے ہمارے آقا و مولیٰ فخر کل موجودات سید الکائنات سید الکل فی الکل سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کچھ بعید نہیں ہے جیسا کہ تصریح کی ہے اس کی سیدی علامہ قرطبی و امام سہیلی وغیر ہما نے اور فرمایا ان ائمہ دین نے کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا احیا شریف اور پھر ایمان شریف یہ کوئی عقلاً و شرعاً ممتنع نہیں ہے کیا وہ اللہ تعالیٰ جو کہ قتیل بنی اسرائیل کو زندہ فرما سکتا ہے اور سیدی عیسیٰ علیہ السلام کے فرمانے سے مُردے زندہ فرما سکتا ہے کیا وہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب دانائے غیوب

منزہ عن کل العیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو زندہ نہیں فرما سکتا کونسی چیز مانع ہے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے احیاء شریف سے اور ایمان سے مشرف ہونے سے اور یہ سب کچھ کرنا تحت قدرت الٰہیہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ اپنے حبیب معظم اور اپنے محبوب مدینہ کے تاجدار احمد مختار مالک ملک پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو زندہ فرمایا اور وہ حضرات طاہرہ ایمان سے مشرف ہوئے اور پھر دنیا عالم سے پردہ فرما گئے یہ بھی معجزہ ہے میرے حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوبندی وہابی شیاطین مر جائیں اور جہنم میں پہنچ جائیں دیکھیں محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا شان شریف

ایمان بعد الموت نافع نہیں اور اس کا جواب

باقی رہا یہ اعتراض کہ مرنے کے بعد ایمان نفع نہیں دیتا جیسا قرآن پاک میں موجود ہے ایک جگہ ارشاد فرمایا ولا الذین یموتون کفارا الایۃ اور دوسری جگہ حکم عالی آیا فیمت وھو کافر

الآیتہ اور تیسری جگہ فرمان عالی ہوُا فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راؤا بأسنا الآیتہ تو ان آیات مبارکہ سے ثابت ہوُا کہ موت کے بعد رجوع بایمان محال ہے عادۃ اور قرآن کریم میں بھی عامہ مخلوق کے لئے یکساں حکم وارد ہوُا ہے کہ موت کے بعد رجوع بایمان محال ہے عادۃ جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ ہاں ٹھیک ہے کہ موت کے بعد ایمان نفع نہیں دیتا لیکن وہ موضع خاص جو کہ از روئے خرق عادت کے ہو جیسے کسی کو زندہ کرنا کسی نبی پر ایمان لانے کے لئے ایسا موضع اس حکم عام سے مستثنیٰ ہوگا یقیناً کما صرح بہ العلامۃ القرطبی رحمتہ اللہ تعالیٰ اور سیدی علامہ قرطبی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ احادیث مبارکہ میں آچکا ہے کہ رد فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورج کو اپنے محبوب دانائے غیوب منزہ عن کل العیوب صلی اللہ علیہ وسلم پر تاکہ سیدی مالک الولائیت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نماز عصر کی ادا فرمائیں اور ذکر کیا ہے اس حدیث کو محقق حنفیہ سیدی امام علامہ طحاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اور فرمایا کہ یہ حدیث ثابت ہے اگر سورج کا رجوع نافع نہیں تھا اور وقت متجدد نہیں ہو سکتا تھا تو حضور نور پر نور سرکار کل صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سورج کے رجوع کی خواہش پاک نہ فرماتے تو جب سورج کا لوٹنا نفع دے سکتا ہے وقت متجدد ہو سکتا ہے اسی طرح والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا بعد پردہ نورانی کے زندہ ہو کر ایمان

نفع دے سکتا ہے باقی رہا وقت خوف اور وقت معائنہ کرنے عذاب کے
نافع نہ ہونا اس سے بھی بعض موضع خرق للعادت مستثنی کئے گئے
ہیں اسی وجہ سے قبول کیا ہے اللہ تعالی نے ایمان قوم یونس علیہ
السلام کا وقت معائنہ کرنے عذاب الہی کے کما قال اللہ تعالی
فی کلام القدیم فلولا کانت قریۃ آمنت فنفعہا ایمانہا الا
قوم یونس انتہی حاصل ما افادہ القرطبی رحمۃ اللہ تعالی سیدی امام
اجل سیوطی رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا کہ استدلال سیدی علامہ قرطبی رحمۃ
اللہ تعالی ساتھ قصہ رجوع آفتاب سے نہایت ہی حسن واقع ہوا ہے
اسی وجہ سے سیدی مالک الولائیت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ
کی نماز مبارک کو ادا کا حکم دیا گیا ہے نہ قضا کا اگر نماز ادا نہ ہوتی تو
سورج کے رجوع کا فائدہ ہی کیا ہے کیونکہ قضا تو بعد المغرب بھی
جائز تھی اور فرمایا سیدی امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ تعالی نے کہ میں
کامیاب ہوا ہوں ایسے استدلال پر جو کہ علامہ قرطبی کے استدلال
سے بھی واضح تر ہے اور وہ یہ ہے کہ وارد ہوا ہے۔

اصحاب کہف رضی اللہ عنہم کا آخری زمانے میں زندہ ہونا

کہ اصحاب کہف رضی اللہ عنہم آخری زمانہ میں زندہ کئے جائیں

گے اور وہ حج کریں گے اور ہوں گے اس اُمت سے اور ابن مردومیہ نے در تفسیر خود روایت کی ہے حدیث مرفوع سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اصحاب کہف اعوان ہونگے خلیفۃ اللہ سیدنا امام اجل امام مہدی رضی اللہ عنہ کے انتہی پس جلیبا اصحاب کہف کا ایمان بعد پردے کے نافع ہے ایسا ہی ایمان مبارک والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کی بھی نافع ہے واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم بحقیقۃ الحال و صدق المقال والیہ المرجع والمآب تمام ہوئے دلایل اس گروہ کے جو قائل تھے۔

والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے ناجی اور مومن ہونے کے باقی رہا وہ گروہ جو کہ ان حضرات کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے ناجی ہونے کا قایل نہیں اب ان کے دلایل کا ذکر ملاحظہ اور ان کے دلایل کا جواب بھی ملاحظہ ہو اقوال باللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ التوفیق اس گروہ ثانی نے چند احادیث سے استدلال قایم کیا ہے ناجی نہ ہونے پر جن کا ذکر عنقریب آئے گا سیدی امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جتنی احادیث دال ہیں۔

عدم نجات والدین شریفین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما پر اکثر وہ ضعیف ہیں اور صلاحیت حجت بننے کی نہیں رکھتیں۔ درجہ صحت کو نہیں پہنچیں مگر ان احادیث سے دو احادیث ایک ان دونوں سے والد ماجد طاہر مطہر عابد زاہد سیدنا عبداللہ رضی

اللہ عنہ، کے بارے میں ہے اور ایک والدہ ماجدہ طاہرہ مطہرہ عابدہ زاہدہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے گمراہ و ثانی اور گروہ اول نے جواب دیئے ہیں ان احادیث سے جیسے کے عنقریب جوابوں کا ذکر مع ذکر کرنے احادیث ضعاف و صحاح کے آئے گا لیکن احادیث ضعیفہ میں سے ایک حدیث ضعیف یہ ہے کہ فرمایا میرے حضور نور پر نور مالک مکین مکان و زمین زمان صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کاش میں جانتا کہ میرے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما نے کیا عمل کئے تو اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی لا تسئل عن اصحٰب الجحیم اے محبوب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ دوزخیوں سے سوال مت فرمایئے اس حدیث کا جواب محقق حنفیہ شیخ الفقہاء علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے در سیرت خود ذکر فرمایا کہ سند اس حدیث کی ضعیف ہے حجت کے قابل نہیں اور سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس حدیث کا جواب کہ یہ حدیث کتب معتمدہ احادیث میں مذکور نہیں ہے مگر ہاں بعض تفاسیر میں مذکور ہے سند منقطع کے ساتھ لہذا قابل حجت نہیں باوجودیکہ یہ قول مردود ہے ساتھ وجوہ اخیرہ مذکورۃ الصدر کے اور سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے جمع وجوہ کو ذکر فرمایا مسالک الحنفاء شریف میں فارجع الیہ۔ من جملہ اُن احادیث سے ایک حدیث یہ ہے جس کو ذکر کیا ہے ابن

جریر نے بطریق عطیہ عوفی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا
میرے حضور پرنور مالک مکین مکان و زمین زمان صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ میں نے مغفرت طلب کی اپنی والدہ ماجدہ طاہرہ مطہرہ
رضی اللہ عنہا کے لئے تو یہ آیت شریفہ نازل ہوئی ما کان النبی
والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ
نہیں لائق ہے نبی کے لئے اور نہ مومنین کے لئے کہ بخشش
طلب کریں مشرکین کے لئے اگرچہ وہ قریبی ہی کیوں نہ ہوں
جواب دیا ہے اس حدیث سے محقق حنفیہ شیخ الفقہاء سیدی
علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے در سیرت خود کہ سند اس حدیث
کی ضعیف قابل حجت نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایوب ابن ہانی
ہیں اور علامہ ذہبی نے در مختصر خود فرمایا ہے کہ تصنیف کی ایوب
ابن ہانی کی ابن معین نے حکیت ضعفہ انتہی اور سیدی امام اجل
سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس حدیث کی ضعیف ہونے
کے باوجود مخالف ہے سند کے جو صحیحین میں مذکور ہے صحیحین
میں وارد ہوا ہے کہ اس آیت کریمہ کا نزول ابو طالب کے
بارے میں ہے جب فرمایا حضور پرنور صاحب لولاک
صلی اللہ علیہ وسلم نے میں مغفرت طلب کرتا رہوں گا ابو طالب
کے لئے جب تک مجھ کو اس سے منع نہ کیا گیا انتہی اس حدیث
مبارک میں وجوہ سے علامت ظاہر ہوئی ایک ضعف سند اور

دوسرا مخالفت صحیحین۔ اعتراض اگر کوئی یہ کہے کہ صاحب اس آیت
کریمہ کی تنزیل مکّہ رہے ایک بار والدہ ماجدہ محترمہ مکرمہ طاہرہ
مطہرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اور ایک دفعہ ابوطالب کے
بارے تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ کہنا باطل ہے یہ
کیسے ہو سکتا ہے ایک بار حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ
علیہ وسلم کو نہی فرمائی گئی ہو طلب مغفرت کفّار سے تو حضور
صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نہی کے بعد دوبارہ پھر عود فرمائیں
طلب مغفرت کفار کی طرف مصرّح بذلک علامہ الحلبی فی سیرت
یہ تو احادیث ضعیفہ سے جواب تھے جو ذکر ہو چکے اور من جملہ
احادیث صحاح میں سے ایک حدیث صحیح یہ ہے جس کو ذکر فرمایا
سیدی امام مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ نے صحیح میں اور ابن حبان نے
در صحیح خود کہ فرمایا سید الکل فی الکل کل شئے ہو الکل سر اللہ الاعظم
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنی والدہ شریفہ رضی اللہ
عنہا کے لئے بخشش کا اذن طلب کیا مجھے اذن نہ دیا گیا۔
الحدیث کما مر الحدیث فی صدر الکلام فانظر ثمہ اس حدیث کا
جواب سیدی محقق حنفیہ شیخ العلماء علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ اور
سیدی امام اجل حافظ جلال الدین السیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے
یہ دیا ہے کہ عدم اذن سے کفر لازم نہیں آتا ہے اس دعویٰ
کی دلیل یہ ہے کہ حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم

کو منع فرمایا گیا تھا استغفار کرنے اور نماز جنازہ پڑھنے اس شخص کے حق میں جو مر گیا ہو اور قرضہ چھوڑ گیا ہو اور ترکہ نہ چھوڑے جس سے اس کا قرضہ پورا کیا جائے ۔ حالانکہ وہ شخص قرضائی مومنین میں سے تھا ثابت ہو گیا کہ عدم اذن سے کفر لازم نہیں اور وجہ منع کی استغفار کرنے قرضائی کے لئے یہ تھی کہ حضور نور پر نور سید الکل فی الکل و کل شیئ ہو الکل سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مبارک فی الفور مستجاب تھی اور قرضائی قرضے کے سبب سے محبوس تھا اپنے مقام سے جب تک کہ اس کا دین ادا نہ ہولے اس واسطے منع فرما دیا گیا حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا شریف سے تو اس نے جلد از جلد جنت میں پہنچ جانا تھا حالانکہ وہ جب تک قرضہ ادا نہ کر لے اس کے حق میں جنت سے روک تھی جنت میں نہیں جا سکتا تھا ایسے میرے حضور نور پر نور مالک مکین و مکان و زمین و زمان صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ طاہرہ مطہرہ زاہدہ عابدہ رضی اللہ عنہا باوجود ہونے توحید پرست اور مذہب ابراہیمی پہ محبوس ہوں برزخ میں جنت کے جانے سے تو حضور سرکار کل سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن شریف نہ دیا گیا اس لئے کہ پہلے وہ حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں بعد میں اذن دے دیا گیا ہو اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ہو

سکتا ہے کہ عدم اذن شریف قبل زندہ کرنے اور ایمان لانے کے
ہو جب ایمان لے آئے ہوں تو اذن شریف دے دیا گیا ہو عدم اذن
قبل احیاء شریف تھا اس پر قرینہ یہ ہے کہ والدین کریمین طیبین
طاہرین رضی اللہ عنہما کا احیاء شریف حجۃ الوداع میں ہوا ہے
کما مر ذکرہ فی صدر الکلام اور اسی طرح جواب دیا ہے شیخ مشائخنا
فی الحدیث سیدی ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ فی شرح الہمزیۃ
المبارکۃ کما مر جواب الشیخ فی صدر الکلام فانظر ثمہ واللہ
تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بحقیقۃ الحال من جملہ احادیث صحیحہ
میں سے وہ حدیث ہے جس کو ذکر کیا ہے سیدی امام مسلم رحمۃ
اللہ تعالیٰ نے در صحیح خود سیدنا انس رضی اللہ عنہ، سے کہ ایک
شخص بارگاہ رسالت صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر
ہوا اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک یا نور من نور
اللہ کہ حضور ارشاد فرمایئے کہ میرا باپ کہاں ہے تو میرے
حضور پر نور سر اللہ الاعظم الاطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ تیرا باپ دوزخ میں ہے جب وہ آدمی کچھ دور ہوا مجلس
نورانی سے تو حضور سرکار کل صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یاد فرمایا
اُسے تو اُسے فرمایا کہ تیرا اور میرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں
اس حدیث کا جواب سیدی امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے
یہ دیا ہے کہ یہ حدیث صحیح معارض ہے اُن آیات کریمہ اور ان

احادیث شریفہ کی جو گزر چکی فرقہ اول کے دلائل ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ جب حدیث معارض ان ادلہ کے ہو جو ارجح اور مفتی بہ ہوں تو اس حدیث کی تاویل کرنا ضروری ہوتی ہے اگر اس کی تاویل ہو سکے تاکہ تمام دلائل کے درمیان تطبیق و توفیق ہو جائے اور اس حدیث منور کی تاویل یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں اب سے مراد ہیں میرے حضور نور پر نور سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب اور قرینہ اس تاویل کا یہ آیت مبارکہ ہے۔ وماکنا معذبین حتی نبعث رسولہ اور لفظ اب کا اطلاق زبان عرب میں چچا پر شائع ہے کما مر بیانہ فی صدر الکلام فافہم اور دوسرا قرینہ یہ ہے کہ لفظ اب کا اطلاق ابو طالب پر بنسبت میرے حضور نور پر نور سر اللہ الاعظم الاطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے مناسب بھی تھا بلکہ اس زمانہ منورہ میں شائع بھی تھا بسبب ہونے ابو طالب کے چچا میرے حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضور نور پر نور سر اللہ الاعظم الاطہر صلی اللہ علیہ وسلم بچپن شریف میں ابو طالب کی پرورش میں بھی تھے اور ابو طالب اپنی حیاتی میں میرے حضور نور پر نور سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے حمائیتی اور محافظ رہے اسی وجہ سے قریش ابو طالب کے پاس آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ آپ اپنے صاحبزادہ نورانی صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو منع فرمایئے کہ ہمارے بتوں کو گالی نہ دیں اور کہا کرتے تھے

ابوطالب کو کہ ہمیں اپنا صاحبزادہ نورانی صاحب لولاک صلی اللہ
علیہ وسلم کو ہمارے حوالے کر دیجئے تاکہ معاذ اللہ ہم حضور کو شہید
کر دیں اور حضور کے عوض میں ہمارا کوئی لڑکا لے لیجئے اور ابوطالب
جواب ارشاد فرماتے تھے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنا صاحبزادہ
نورانی صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دے دوں اور
ان کے عوض میں تمہارا لڑکا لے لوں تو ثابت ہو گیا کہ لفظ اب
کا اطلاق ابوطالب پر شائع تھا نسبتوں حضور نور پر نور صاحب لولاک
صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہی کلام الامام اور سیدی شیخ مشائخنا فی الحدیث
سیدی علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شرح ہمزہ مبارکہ
میں کہ یہ تاویل میرے نزدیک اظہر ہے اور سیدی امام اجل
جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے مسالک الحنفاء شریف میں
فرمایا ہے کہ گروہ اول نے استراحت حاصل کی ہے گروہ ثانی
کو جواب دینے سے تمامی اعتراضوں کے جوابوں سے اور ایک
یہ قول پیش فرمایا گروہ اول نے کہ تمامی احادیث مبارکہ جو گروہ
ثانی نے استدلال میں پیش کی ہیں وہ سب کی سب منسوخ ہیں
جیسا کہ جواب دیا ہے ان احادیث مبارکہ سے جو اطفال مشرکین
میں وارد ہوئی تھیں کہ اطفال مشرکین دوزخ میں ہیں اور فرمایا
علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہ یہ احادیث مبارکہ جو اطفال مشرکین
میں وارد ہوئی ہیں ۔ وہ سب کی سب منسوخ ہیں اور احادیث

اطفال کا ناسخ اللہ تعالیٰ کا قول شریف ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری الآیۃ اور احادیث مبارکہ جو والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ان احادیث مبارکہ کی ناسخ یہ آئیت مبارکہ ہے وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا اس کے بعد سیدی امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جواب مختصر ہے لیکن بے پرواہ کرنے والا ہے تمامی جوابوں سے انتہی کلام الامام اور سیدی شیخ مشائخنا فی الحدیث علامہ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شرح ہمزیہ شریف میں کہ حدیث مسلم شریف محمول ہے وماکنامعذبین نبعث رسولا کے ماقبل پر اور اس کی نظیر مسئلہ ہے اطفال مشرکین کا جب پہلی دفعہ سوال عرض کیا گیا تو جواب عالی ملا کہ وہ دوزخ میں ہیں اپنے باپوں کے ساتھ جب پھر دوبارہ سوال عرض کیا گیا تو جواب عالی ملا کہ جنت میں ہیں انتہی کلام الشیخ اور محقق حنفیہ شیخ الفقہاء سیدی علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا در سیرت خود کہ نظیر مسئلہ ابوین شریفین کی مسئلہ ہے تبع بادشاہ کا کہ حضور نور پرنور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل وحی ارشاد فرمایا کہ میں نہیں جانتا بذات خود کہ تبع مومن ہے یا نہ پس جب وحی مبارک آگئی تو ارشاد عالی کہ تبع کو گرامت کہو وہ اسلام لاچکے ہوئے ہیں انتہی کلام الشامی رحمۃ اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بحقیقۃ الحال وصدق المقال

والیہ المرجع والمآب ۔ اور سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی
رحمتہ اللہ نے فرمایا یہ گروہ اول جو کہ قائل ہے والدین کریمین طیبین
طاہرین شریفین رضی اللہ عنہما کی نجات شریف کا اس کے باوجود وہ
گروہ اس کا بھی قائل ہے کہ بیشک ادلہ سارکہ نجات شریفہ اور اسلام
قوی نہیں اور حدیث مسلم وغیرہ کو بھی ظاہر پہ محمول کرتے ہیں تاویل
یا نسخ کے بھی قائل نہ ہوں تب بھی یہی فرمایا کہ کسی مسلمان کو جائیز
نہیں کہ ذکر کرے ایسے امر کو جو سبب بنے حضور نور پر نور صاحب
لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا لہذا اگر ادلہ نجات اور
اسلام کو ضعیف بھی مانا جائے اور حدیث مسلم وغیرہ کو ظاہر پہ ہی
محمول کیا جائے تب بھی کسی کو حق نہیں ایسے امر کے بیان کرنے کا
اسی وجہ علامہ سہیلی نے در روضؒ خود فرمایا بعد نقل کرنے حدیث
مسلم کے کہ ہم کو نہیں جرأت اور نہ جائز کہ ہم ایسا قول کہیں حضور
نور پر نور مالک مکین ومکان وزمین وزمان صاحب لولاک صلی
اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین شریفین رضی اللہ عنہما
کے بارے میں ایسا نہ کہنے کا سبب قول پاک ہے حضور نور پر
نور سر اللہ الاعظم الاطہر صلی اللہ علیہ وسلم کا لاتوذوا الاحیاء
بسبب الاموات اور ایسا نہ کہنے کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کا قول
شریف ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا
والاخرۃ جو لوگ ایذا دیتے ہیں خدا اور خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

کو خدا تعالیٰ نے اُنپر دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے مسالک الحنفا شریف کے خاتمہ میں فرمایا کہ میں نقل کرتا ہوں خط سے شیخ المشایخ کمال الدین جد والد میں شیخ مشائخنا تقی الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ کے جو کبار آئمہ علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ہیں اِن حضرات نے نص فرمائی ہے کہ سوال کیا گیا امام اجل سیدی قاضی ابوبکر بن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ سے جو کبار آئمہ مالکیہ میں سے ہیں جو شخص یہ کہے کہ معاذ اللہ حضور نور پر نور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد طاہر زاہد عابد رضی اللہ عنہ، دوزخ میں ہیں اُس کا کیا حکم ہے تو جواب دیا سیدی علامہ قاضی ابوبکر بن عربی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہ وہ ملعون ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ اور قاضی القضاۃ ابوبکر رحمتہ اللہ نے فرمایا اس سے بڑھ کر کونسی ایذا ہو سکتی ہے کہ کہا جائے۔ معاذ اللہ حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد طاہر طیب رضی اللہ عنہ دوزخ میں ہیں انتہی کلام القاضی رحمتہ اللہ تعالیٰ اور سیدی علامہ باجی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے موطا شریف کی شرح میں فرمایا ہے کہ جائز نہیں ہے کہ معاذ اللہ ایذا پہنچائی جائے حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فعل مباح سے اور نہ ہی غیر مباح سے اور رہے باقی لوگ اُن کو ایذا پہنچائی جائے

گی۔ فعل مباح سے اور فعل مباح کے کرنے والے کو کوئی روک نہیں سکتا اور فعل مباح کا کرنے والا گنہگار بھی نہ ہوگا اگرچہ غیر فاعل کو فعل مباح کے سبب سے ایذا ہی کیوں نہ پہنچے لہذا اس سیدی علامہ باجی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی کلام پاک سے یہ بھی مسئلہ حل ہوگیا جو کہ آجکل کے وہابیہ اور دیوبندیہ شیاطین نے شور مچا رکھا ہے کہ نماز کے بعد درود شریف کو باآواز بلند پڑھنے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایذا پہنچتی ہے دوسروں کو جب درود شریف کا باآواز بلند پڑھنا جائز ہے دیکھو کتاب الاذکار سیدی امام نووی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی اس میں فرماتے ہیں لیستحب رفع الصوت بالصلاۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نص علیہ الخطیب البغدادی وغیرہ ترجمہ مستحب ہے صوت بلند کے ساتھ درود شریف عرض کرنا حضور پرنور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نص فرمائی اس پر خطیب بغدادی وغیرہ نے او دنیا کے وہابیو اہل حدیث کہلانے والو ذرا محدثین کی مانو اور اہل حدیث کہلاتے ہو تو محدثین کے اقوال مبارکہ پر عمل کرکے تو اہل حدیث تو کر دکھلاؤ باآواز بلند پڑھ کر درود شریف مسجدوں میں لوگوں کو دکھلاؤ کہ ہم اہل حدیث ہیں ہم امام نووی محدث کے قول پر عمل کر رہے ہیں کیوں زبانیں مارتے ہو کیوں درود شریف کا ذکر اور نام سن کر بھاگتے ہو اور علامہ یوفی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب المورد العذب میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔ ذرا

ملاحظہ ہو اور وہ یہ ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ضج بالصلاۃ علی فی الدنیا ضجت الملائکۃ بالصلاۃ علیہ فی السموت العلی فرمایا شہنشاہ دو عالم سید دو عالم فخر دو عالم مختار دو عالم قاسم دو عالم نعیم دو عالم شاہد دو عالم شہید دو عالم علیم و خبیر دو عالم ۔ عالم دو عالم رحیم دو عالم کریم دو عالم رؤف دو عالم غفار دو عالم ستار دو عالم جواد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بآواز بلند دنیا میں مجھ پر درود شریف عرض کرتا ہے فرشتے سمٰوات عُلیٰ میں اس پر بآواز بلند رحمت بھیجتے ہیں کیوں دنیا کے اہل حدیثو ارے حدیث پر عمل کرانے والو کرو حدیث پر عمل پڑھو بآواز مسجدوں میں اور پڑھاؤ درود شریف کو اور ذرا ترقی کیجئے کہ جب ثابت ہو گیا کہ درود شریف کا بآواز بلند پڑھنا جائز و مستحب ہے تو ہم لوگ تو نماز کے بعد بآواز بلند ضرور بالضرور پڑھیں گے وہابی دیوبندی جلتے ہیں تو جل جائیں جیسے سیدی علامہ باجی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ فعل مباح کے کرنے سے اگر کسی کو ایذا بھی پہنچے تب وہ کیا ہی جائے گا کسی کی ایذا کی وجہ سے چھوڑا نہیں جائے گا ۔

عدو جل کر خاک ہو جائیں مگر ہم تو رضا ؔ رضی اللہ عنہ ؛ دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

دیکھو یہ شعر حضرت سیدی مرشدی سندی ذخر یوم و غدی امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ حامی دین و ملت ماحی بدعات

ونجدیت و دیوبندیت و مرزائیت و رافضیت سیدنا و مرشدنا
حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ، کے دیوان
شریف میں اگر وہابیہ دیوبندیہ یہ اعتراض کریں کہ صاحب یہاں
سے تو محض درود شریف باآواز بلند پڑھنا ثابت ہوا یہ کہاں سے
ثابت ہوا کہ نماز کے بعد بھی باآواز بلند پڑھنا جائز ہے تو اس
کا جواب یہ ہے کہ تم وہابیہ دیوبندیہ پیش کرو کوئی حدیث جس کا
مطلب صریح یہ ہو کہ نماز کے بعد درود شریف باآواز پڑھنا ناجائز
ہے اگر تمہارے پاس وہابیو دیوبندیو حدیث ہے تو دکھاؤ اگر تمہارے
پاس حدیث نہیں ہے تو پھر منع کرنے والے تم کون ہو تمہیں کیا
حق پہنچتا ہے منع کرنے کا کیا تم نبی ہو کیا تم خدا ہو کہ منع کر سکے
ٹھیکیدار تم ہی ہو جب تم خدا نہیں نبی نہیں تو منع کیوں کرتے ہو جس
کام سے خدا اور خدا کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم
نے منع نہ کیا ہو تم منع کرنے والے کون تمہیں کیا حق پہنچتا ہے
درود شریف کو منع کرنے کا اور دوسرا جواب یہ ہے جو کہ حدیث
مشکوٰۃ شریف میں مصرح ہے ذرا حدیث شریف ملاحظہ ہو باب
الذکر بعد الصلاۃ میں عن عبد اللہ بن الزبیر قال کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلی
لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی
کل شیئ قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الٰہ الا اللہ لا نعبد الا

اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون رواه مسلم ترجمہ سیدی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تھے سرکار کل فخر کل سید الکل فی الکل صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز نورانی سے سلام پھیرتے تو بآواز بلند فرماتے اس دعا مبارکہ کو کہ جو مذکور ہے تن حدیث منور میں۔

تو اس حدیث منورہ سے نماز کے بعد جماعت کے ساتھ ذکر بلند کرنے کا ثبوت نکلا کہو وہابیو دیوبندیو کہ ہاں نکلا جب نماز کے بعد باجماعت ذکر جہری کرنا میرے حضور نور پر نور سرکار کل فخر کل سید الکل صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل شریف اور سیدنا حضرات اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فعل شریف ہے اب بتاؤ وہابیو دیوبندیو اہل حدیث کے دعوے کرنے والو جو ذکر جہری سے روکتے وہ کون ہے وہ حضور نور پہ نور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والا اور اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کرنے والا ہے یا نہ کہو منکر وہ ہے تو پھر تم کون ہوئے حدیث کا خلاف بھی کرو اور اہل حدیث سنو عجیب اہل حدیثی ہے تمہاری فقیر کی زبانی نہ سنو بلکہ حضور نور پہ نور شہنشاہ کل فخر کل سید الکل فی الکل کل شیئے ہوا لکل صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس کی طرف بھی اشارہ نورانی صادر ہو گیا ہوا ہے کیونکہ حدیث نورانی کا آخری لفظ ہے ولو کرہ الکافرون اور پھر اس ولو کرہ کا مرجع اس جگہ ترمینہ مقام اور رباب سے ذکر

جہری متعین بلکہ یہ لفظ آیا بھی ایسی حدیث نورانی میں جس کے شروع
میں بصوتہ الاعلی کا لفظ نورانی مذکور ہے تو اس کے دونوں مرجع ہو
سکتے ہیں چاہے ذکر جہری لے لو چاہے بصوتہ الاعلی لے لو تو اس
سے ثابت ہو گیا کہ ذکر جہری کو مکروہ اور برا جاننے والے کافر ہیں
مسلمان نہیں اب بتاؤ وہابیو دیوبندیو تم کو دربار شہنشاہی سے کفری
مہر لگی یا نہ لگی کہو ضرور لگی ہے جب تم کو حضور نور پر نور سرکار کل
صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار معلیٰ سے کفری مہر لگ چکی ہے پھر
تمہیں واسطہ ہی کیا رہا اسلام سے محض دھوکہ بازی کے لئے مسلمان
بنے ہوئے ہو ورنہ مسلمانی سے کوسوں دور ہو اگر کوئی وہابی دیوبندی
علیہ ما علیہ یہ کہے کہ صاحب اس حدیث سے تو ذکر الہی کا پڑھنا باواز
بلند ثابت ہوتا ہے درود شریف کا پڑھنا کب ثابت ہوتا ہے تو اس
کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض کرنے والا شرع شریف سے جاہل
اندھا ہے اور قرآن پاک سے ذرا مس نہیں رکھتا اگر قرآن کریم سے
ثابت ہو جائے کہ ذکر اللہ ذکر الرسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو
معاملہ صاف ہو جائے گا فقیر کی زبانی نہ سنو بلکہ آئمہ دین کی زبانی سنو
سنیئے قال اللہ تعالی فی کلامہ القدیم الابذکر اللہ تطمئن القلوب
الآیۃ سید المفسرین سیدی امام مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس
آیت کریمہ میں ذکر اللہ سے مراد فرمایا بذکر اللہ اے بمحمد صلی اللہ
علیہ وسلم واصحابہ رضی اللہ عنہم تو قرآن کریم کی نص قطعی سے ثابت

کہ ذکر اللہ سے قلوب کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اور سید المفسرین کی
تفسیر سے ثابت کہ ذکر اللہ سے مراد ذکر ہے حضور نور پر نور سرکار
کل سید الکل صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضور نور پر نور صاحب لولاک
صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں ستاروں اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کا اب معاملہ صاف ہو گیا کہ جب حدیث نورانی سے ذکر الہی کا جہر
ثابت ہے اور ذکر الہی ذکر محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم تو ذکر محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز کے بعد جہراً ثابت ہو گیا وللہ تعالی و
رسولہ الاعلی الحمد اور سنیئے ذکر محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ
وسلم کا کرنا قال اللہ تعالی وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا قال
سہل بن عبد اللہ التستری رحمتہ اللہ فی تفسیرہ نعمۃ بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم
دیکھو اللہ تعالی فرماتا ہے اگر اللہ کی نعمتوں کو گنو تو گن نہیں سکتے
ہو اور سید المفسرین سیدی سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا نعمۃ اللہ
سے مراد حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو معنی
یہاں پر کیا ہو جائیگا آیت کریمہ کا یہ معنی ہو گا اگر تم میرے محبوب پاک صاحب
لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اور اوصاف مبارکہ شمار کرتے
رہو تو شمار نہیں کر سکتے ہو دیکھو ان آیات مبارکہ کی تفسیروں کو شفا
شریف سیدی قاضی عیاض مالکی رحمتہ اللہ تعالی میں اور سید العلماء
قاضی عیاض مالکی رحمتہ اللہ نمودہ ہا میہ کے سرگنہ عبد الوہاب
نجدی کے بھی معتبر ہستی ہے اس نے بھی بعض ان کے اقوال کو

اپنی کتاب کتاب التوحید میں نقل کیا ہے اگرچہ نقل کرنے میں خارجیت
سے کام لیا ہے ایمان داری سے کام نہیں لیا ہے اب حضور صاحب
لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف بآواز بلند کرنا نماز کے بعد
ثابت ہو گیا اور پھر تعجب ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ ذرا کچھ انصاف سے
کام لیں تو یہ مسئلہ قرآن کریم سے ہی حل ہو جاتا ہے قال اللہ تعالی
یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما تو اللہ تعالی نے یہ حکم
مطلق بیان فرمایا ہے کوئی قید نہیں لگائی یہ نہیں فرمایا کہ درود شریف
یا سلام شریف آہستہ پڑھنا جائز اور بآواز پڑھنا حرام یا یہ کہ بیٹھ کر
پڑھنا جائز اور کھڑے ہو کر پڑھنا حرام یا یہ کہ اذان کے بعد حرام اور
غیر اذان کے بعد جائز یا یہ کہ نماز کے بعد حرام اور غیر نماز کے
بعد جائز جب کسی قسم کی قید واقع نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالی
نے کوئی قید لگائی ہے۔ تو اسی حکم مطلق سے سب مسئلے حل
ہو گئے نماز کے بعد درود شریف بآواز بلند پڑھنے کا مسئلہ باجماعت
ثابت ہوا۔ کیونکہ لفظ صلوا اور سلموا کے جمع کے آئے ہوئے
ہیں۔ یہاں سے خود درود شریف بآواز بلند پڑھنے کا ثبوت
مل رہا ہے اور پھر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ مسلمان
پانچوں وقت نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ تو درود شریف بھی
جمع ہو کر پڑھنے کا حکم پاک ہے تو صاف باجماعت بآواز
بلند پڑھنا اسی آیت مبارکہ سے ثابت ہے اور مسئلہ

قیام میلاد شریف کا بھی اسی اطلاق سے ثابت ہے جو منع کا مدعی ہو منع کی کوئی دلیل پیش کرے نہ محض زبانی کہدیا کہ یہ بدعت اور یہ حرام ہے کوئی دلیل پیش کرو حرام ہونے پر نہ کہ زبانی رٹ لگاتے جاؤ۔ اور سیدی سندی شیخ مشائخنا فی الحدیث والفقہ والورع والاعتقاد ملک العلماء شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ رحمتہ الباری نے شرح مشکوۃ شریف میں باب الذکر بعد الصلاۃ کے ترجمے میں فرمایا ہے بدانکہ جہر بذکر مطلقاً گو بعد از نماز مشروع است و وارد شدہ است درروے احادیث چنانکہ بیاید الخ دیکھو ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے صاف صاف تصریح فرمائی ہے کہ نماز کے بعد ذکر جہری جائز ہے۔ اگر وہابی دیوبندی یہ اعتراض کرے کہ ہاں صاحب ہم بھی مانتے ہیں کہ درود شریف بآواز بلند جائز ہے۔ لیکن منع کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب جماعت کے ساتھ درود شریف بآواز بلند پڑھا جائے گا۔ تو اس وقت جو نمازی بعد میں آتے ہیں۔ اُن کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے۔ ہم اس وجہ سے منع کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اندھے یہ اعتراض حضور نور پر نور صاحب لولاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کر رہا ہے

کیونکہ جب حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم
باآواز بلند شریف سے ذکر جہری فرماتے تھے۔ اور
مع اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے تو اس وقت جو نمازی
بعد میں آتے ہوں گے۔ اُن کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا
ہوگا یا نہ اگر خلل واقع ہوا تو تیرے فتوے سے وہابیا
دیوبندیا معاذ اللہ حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ
وسلم نے اچھا کام مبارک، نہ فرمایا اگر خلل واقع نہیں
ہوتا تو ہمارا ادعا ثابت ہوگیا۔ اور یہی شک متعین ہے۔
ورنہ حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے
فعل نورانی کی معاذ اللہ قباحت لازم آتی ہے۔ تیرے فتوے
سے لہذا ہمارا ادعا ثابت ہوگیا دیکھا وہابیا دیوبندیا
تونے تیرا فتویٰ کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ وہابیا دیوبندیا
توبہ کر اس فتوے سے ورنہ مرنے کے بعد پچتائے گا پھر
پچتانا کسی کام نہ آئے گا اگر کوئی وہابی یا دیوبندی یہ اعتراض
کرے کہ نہیں صاحب ہم تو اس واسطے منع کرتے ہیں۔ کہ
تمہارے فتاوی شامی میں اس سے منع فرمایا گیا ہے
اور فتاوی شامی تمہاری اے حنفیو بڑی معتبر کتاب
ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدی علامہ شیخ الفقہاء
شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاوی شامی میں سیدی امام

شعرانی رضی اللہ عنہ، کی عبارت نقل کر کے ثابت فرمایا ہے کہ امت مرحومہ کا اجماعی مسئلہ ہے۔ خلفاً و سلفاً کہ ذکر جہری مستحب ہے۔ مگر نمازی اور نائم وغیرہ کی تشویش کا خطرہ ہو تو اس وقت مستحب نہ ہوگا ذکر جہری کا کرنا یہ ہے۔ خلاصہ کلام فتاوی شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اب ان اندھوں سے پوچھو کہ جواز فعل کے کتنے درجے ہیں۔

پہلا درجہ ہے مباح ہونے کا۔

دوسرا درجہ ہے مستحب ہونے کا۔

تیسرا درجہ ہے سُنت ہونے کا۔

چوتھا درجہ ہے واجب ہونے کا۔

پانچواں درجہ ہے فرض ہونے کا۔

اور ان پانچوں میں سے جب کسی کی نفی ہو تو اس کا معنی یہ ہوگا۔ کہ باقی بھی ناجائز ہوگئے۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ یہ کام فرض نہیں۔ اس کا معنی یہ ہوگا۔ کہ واجب سنت مستحب مباح بھی نہ رہا تو علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستحب ہونے کی نفی کی نہ مباح ہونے کی ایک شئے کی استحباب کی نفی سے اباحت کی نفی تھوڑی لازم آیا کرتی ہے۔ جب استحباب کی نفی ہوئی۔ تو

اباحت باقی رہ گئی تو ذکر جہری کا کرنا اسی فتاوی شریف سے نماز بعد مباح ثابت ہوا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ استحباب کی نفی مشروط ہے۔ شرط تشویش کے ساتھ اگر کسی کو تشویش نہ ہو تو اپنے اصل پر ذکر جہری مستحب ہی رہے گا۔ اور ظاہر ہے کہ درود شریف سن کر وہابی دیوبندی کو تشویش ہوتی ہے نہ اہل سنت کو تو لہذا نمازی بھی سنیوں کی مسجد میں سنی اور درود شریف پڑھنے والے بھی سنی اور سننے والے بھی سنی۔ سنی لوگوں کو درود شریف سن کر تشویش نہیں ہوتی ہے۔ دیوبندی وہابی دشمن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی تشویش ہوتی ہے۔ لہذا یہ ہماری سنیوں کی مسجد میں نہ آئیں نہ درود شریف سنیں اور نہ پریشانی میں پڑیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بحقیقۃ الحال وصدق المقال والیہ المرجع والمآب

یہ کلام عارضی طور پر درمیان موضوع کے چل پڑی اب فقیر پھر اصلی مسئلہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور فرمایا سیدی علامہ باجی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ جب امر مباح سے بھی حضور نور پر نور صاحب لولاک فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا جائز نہ تھی۔

تو اسی وجہ سے منع فرمایا حضور نور پُر نور شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مالک الولائیت حضرت سیدی علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو نکاح کرنے ابوجہل لعین کی لڑکی سے بعد اس کے اسلام کے اوپر حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور حضور نور پُر نور صاحب لولاک شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے گوشت نورانی کا ٹکڑا ہیں۔ اور تحقیق میں حرام نہیں کرتا اس چیز کو جس کو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے حلال کیا ہے لیکن قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہرگز جمع نہ ہوگی صاحبزادی حضور نور پُر نور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور لڑکی دشمنِ خدا کی ایک شخص کے نکاح میں پس میرے حضور نور پر نور شفیع یوم النشور صاحب معراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کر دیا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملے شریف کو اپنے معاملے شریف کی مثل کہ حضور نور پُر نور صاحب معراج شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی نورانی رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کی ایذا کو امر مباح سے بھی جائیز نہ رکھا اور حجت
قائم فرمائی ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم
اللہ فی الدنیا والاخرۃ لا انتہی کلام الباجی رحمتہ اللہ
تعالیٰ عنہ، اور تخریج کی ہے ابن عساکر نے در تاریخ
خود جو کہ تاریخ دمشق ہے اور وہ اَسّی جلدوں میں ہے
بطریق یحیی بن عبدالملک ابن ابی علینیہ انہوں نے فرمایا
کہ ہم سے بیان فرمایا نوفل بن فرات نے اور
نوفل عامل حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی
اللہ تعالیٰ عنہ، کے ہیں ۔کہ ایک شخص جو کہ حضرت سیدنا
عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے عاملین میں سے
تھا۔ اس نے شرک کی نسبت کی میرے حضور نور پُر
نور سید الکل سر اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
والد ماجد طاہر مطہر اطہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی طرف
جب یہ بکواس اس کی سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی
اللہ عنہ نے سُنی تو حضور نے سرد آہ بھری اور دیر تک
سر مبارک حضور نے گریبان میں ڈالے رکھا اور خاموش
رہے اور دیر کے بعد سر مبارک کو اٹھایا۔ پھر فرمایا کہ
میں اس کی زبان کو کٹواؤں یا اس کے ہاتھ پاؤں
کاٹ دوں یا اس کو قتل کردوں۔ آخر کار حضور نے

اسں کو نوکری سے علیحدہ فرما دیا اور فرما دیا کہ جب تک میری زندگانی ہے اس کو عامل نہ بنایا جائے انتہی ماذکرہ ابن عساکر اور علامہ طبری در ذخائر العقبیٰ ذکر فرمایا ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرمایا انہوں نے کہ آئی سبعہ بنت ابولہب حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار معلی میں اُس نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگ کہتے ہیں کہ میری بہن دوزخی ہے۔ پس یہ کلمہ سنتے ہی حضور شہنشاہ دو عالم نعیم دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس نورانی سے باہر جلوہ گر ہوئے اور سبعہ بنت ابولہب حضور نور پرُ نور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے تھیں اور میرے حضور نور پرُ نور صاحب المعراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا حال ہوگا اس قوم کا جو ایذا پہنچاتی مجھ کو میری قرابت کے اعتبار سے جس نے ایذا پہنچائی میرے قریبی کو اس نے ایذا پہنچائی مجھے جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے ایذا پہنچائی اللہ تعالیٰ کو انتہی کلام الطبری۔ مومن کے لئے اتنا اندازہ کافی ہے اور منافق کے لئے دفتر بھی ناکافی ہیں۔

گروہ ثالث

لیکن بیان گروہ ثالث کا از گروہ ثلثہ۔ گروہ تیسرا وہ ہے۔ علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے والدین کریمین طیبین طاہرین شریفین رضی اللہ عنہما کے بارے میں توقف کیا ہے۔ بسبب معارض ہونے دلائل کے اور سیدی شیخ تاج الدین فاکہانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے درکتاب خود جس کا نام لفجر منیر ہے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ والدین کریمین طیبین طاہرین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حال مبارک کو یعنی ہمیں اس بارے میں توقف کرنا چاہیئے اور سیدی شیخ مشائخنا فی الحدیث ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ نے شرح ہمزیہ مبارکہ میں فرمایا ہے۔ کہ متوقفان کا قول کیا ہی اچھا قول ہے۔ اور واجب ہے تجھ پر اے مخاطب ڈرے تو نہائیت ہی ڈرنا کہ یاد کرے تو والدین کریمین طیبین طاہرین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایسے نقص کے ساتھ معاذ اللہ جو سبب بنے حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا رسانی

کا العیاذ باللہ تعالیٰ انتہی کلام الشیخ اسی طرح یاد کرنا
اس شخص کو جو حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت مبارکہ
رکھتا ہو اور سیدی علامہ برزنجی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
نے فرمایا ہے کہ حرام ہے۔ گالی دینا سب دنیا اُن
اموات کو جن میں ایذا رسانی ہو معاذ اللہ حضور نور
پُر نور سرکار کل فخر کل سید الکل فی الکل کل شیٔ
ہو الکل سر اللہ الاعظم الاطہر نائب اکبر خلیفہ مطلق حق
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ واللہ تعالیٰ و رسالہ
الاعلیٰ اعلم بحقیقتہ الحال و صدق المقال
و الیہ المرجع و المآب جل جلالہٗ وصلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔ عصمنا اللہ تعالیٰ ایانا و
ایاک ومن انتمی الینا بنبیہ المصطفیٰ و رسولہ
المجتبیٰ علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیاالتھات
اللّٰھم صل علی محمد و علی آلہٖ و اصحابہ
عدد خلقک و رضاء نفسک و زینۃ
عرشک و مداد کلماتک کلما ذکرک
الذاکرون و کلما غفل عن ذکرک الغافلون
اللّٰھم اصلح امورنا و امور اولادنا و ازواجنا

و احبائنا و امور جمیع من سمع منا
بحرمته النبی المختار و اٰله و اصحابه اجمعین
آمین رب العلمین و ارحمنا معهم برحمتک
یا ارحم الراحمین ۔

الراقم

فقیر محمد عنایت اللہ سگ آستانہ عالیہ رضویہ
حامدیہ قادریہ نوریہ برکاتیہ بریلی شریف غفر لہٗ
ولوالدیہ الاحد الصمد بحرمتہ النبی المکرم المعظم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم ۔

تقریظ

صدر المدرسین جامع معقول و منقول حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب صدر مدرس جامع نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ محمد و آلہ وصحابہ اجمعین فقیر نے رسالہ مبارکہ تنویر الکلام چند مقامات سے پڑھا جس میں حضرت مصنف مدظلہ، نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کے اسلام کا ثبوت ایسے پُر زور اور مضبوط دلائل سے دیا کہ مخالفین سے جس کا جواب نہ بن سکتا ہے اور نہ ہی بن سکے گا۔ مولانا مدظلہ نے رسالہ تالیف فرما کر مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس کو نافع بنائے اور مولانا موصوف کے علم و فضل میں ترقی فرمائے۔

والسلام

خوشہ چین محبان بارگاہ عزیز احمد (صدر مدرس)
مدرسہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ